

# سنت مصباح

تاج الجنان محبوب الناس عابد القادر قادر على كل شيء

ترجمہ و تخریج

مولانا محمد رفیع الرحمن صاحب دہلی



# سُنَّتِ مُصَافِي

تاج الفحول، محبوب مولانا شاه عبيد القادر قادري مدني ديري

ترجمہ و تخریج  
مولانا سید الحق محمد عاصم قادری

ناشر:

تاج الفحول، کیدھی بدایون

## جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

|               |   |                                                   |
|---------------|---|---------------------------------------------------|
| کتاب          | : | احکام مصافحہ                                      |
| تصنیف         | : | تاج الفحول مولانا عبدالقادر قادری بدایونی قدس سرہ |
| ترجمہ و تخریج | : | مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری                  |
| تصحیح         | : | مولانا اقبال احمد قادری بدایونی                   |
| سن تالیف      | : | ۱۲۹۸ھ                                             |
| طبع قدیم      | : | ۱۳۰۸ھ مطبع مجتہائی، دہلی                          |
| طبع جدید      | : | ۲۰۰۸ء، ۱۳۲۹ھ                                      |
| ناشر          | : | تاج الفحول اکیڈمی بدایوں                          |
| کمپوزنگ       | : | ہندوستان ڈی، ٹی، پی سروس، ذاکرنگر، اوکھلا، دہلی۔  |
| صفحات         | : | ۶۴                                                |
| قیمت:         |   |                                                   |

تقسیم کار

مکتبہ جام نور ۴۲۲ ٹیما محل جامع مسجد دہلی

# فہرست

| نمبر شمار | مضامین                                  | صفحہ نمبر |
|-----------|-----------------------------------------|-----------|
| ۱         | انتساب                                  | ۵         |
| ۲         | ابتدائیہ                                | ۶         |
| ۳         | حدیث مصافحہ کی پہلی سند                 | ۱۱        |
| ۴         | حدیث مصافحہ کی دوسری سند                | ۱۳        |
| ۵         | مصافحہ کی فضیلت                         | ۱۵        |
| ۶         | مصافحہ کے اقسام اور ان کے احکام         | ۱۷        |
| ۷         | مصافحہ، تحیت                            | ۱۷        |
| ۸         | مصافحہ، رخصت                            | ۲۱        |
| ۹         | مصافحہ، بیعت                            | ۲۲        |
| ۱۰        | مصافحہ، تہنیت                           | ۲۵        |
| ۱۱        | جماعت کے بعد مصافحہ کرنا                | ۲۸        |
| ۱۲        | سنت مصافحہ پر بعض شبہات اور ان کا ازالہ | ۳۶        |
| ۱۳        | پہلا شبہ                                | ۳۶        |
| ۱۴        | جواب                                    | ۳۶        |
| ۱۵        | پہلا مغالطہ                             | ۴۷        |

|    |                      |    |
|----|----------------------|----|
| ۴۷ | دوسرا مغالطہ         | ۱۶ |
| ۴۷ | پہلے مغالطے کا جواب  | ۱۷ |
| ۵۰ | دوسرے مغالطے کا جواب | ۱۸ |
| ۵۱ | پہلا اعتراض          | ۱۹ |
| ۵۱ | دوسرا اعتراض         | ۲۰ |
| ۵۱ | پہلے اعتراض کا جواب  | ۲۱ |
| ۵۴ | دوسرے اعتراض کا جواب | ۲۲ |
| ۵۵ | مصافحہ کی کیفیت      | ۲۳ |
| ۵۶ | ایک اعتراض           | ۲۴ |
| ۵۶ | جواب                 | ۲۵ |
| ۵۸ | الزامی جواب          | ۲۶ |
| ۵۹ | حدیث رحمت            | ۲۷ |

# افتساب



مصنف کے استاذ محترم

استاذ الاساتذہ

حضرت مولانا نور احمد عثمانی بدایونی

(ولادت ۱۲۳۹ھ وفات ۱۳۰۱ھ)

کے نام

رحمة الله تعالى عليه رحمة واسعة

## ابتدائیہ

تاج الفحول اکیڈمی اپنے تین سالہ اشاعتی منصوبہ کے پہلے مرحلہ میں فخر و مسرت کے ساتھ زیر نظر رسالہ قارئین کی خدمت میں پیش کر رہی ہے۔ اس سے پہلے حضرت تاج الفحول کی کتاب ”تصحیح العقیدہ“ اور آپ کا اردو اور فارسی دیوان اکیڈمی کے زیر اہتمام شائع ہو کر منظر عام پر آچکا ہے۔ منصوبہ کے اگلے مرحلہ میں آپ کی گراں قدر تصنیفات الکلام السدید، تحفہ فیض، حقیقۃ الشفاعة اور احسن الکلام ترجمہ، تسہیل، حواشی اور تخریج کے ساتھ منظر عام پر لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

مصنف رسالہ حضرت تاج الفحول سیدنا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی قدس سرہ کی ولادت بدایوں میں ۷ ارجب ۱۲۵ھ مطابق ۱۸۳۷ء کو ہوئی، آپ کے جد محترم شاہ عین الحق عبدالمجید قادری قدس سرہ نے تاریخی نام ”مظہر حق“ تجویز فرمایا، والد گرامی سیف اللہ المسلمول سیدنا شاہ معین الحق فضل رسول قادری قدس سرہ نے آپ کا نام ”محب رسول“ رکھا، ”عبدالقادر“ نام پر عقیقہ ہوا، اس طرح آپ کا پورا نام ”مظہر حق عبدالقادر محب رسول“ قرار پایا۔

درسیات کی تکمیل استاذ العلماء حضرت مولانا نور احمد عثمانی بدایونی کی درسگاہ میں کی، معقولات کی اعلیٰ کتب استاذ مطلق امام وقت علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھیں، پھر تکمیل اپنے والد گرامی سیف اللہ المسلمول سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی سے کی اور آپ نے سند فراغت عطا فرمائی، ۱۲۷۹ھ میں پہلی بار زیارت حرمین



شریفین سے مشرف ہوئے اور اسی سفر میں سند المحدثین سیدنا الشیخ جمال عمر حنفی مکی سے حدیث سماعت کی، اور شیخ نے اجازت اور سند حدیث سے نوازا۔

ساری عمر درس و تدریس، تصنیف و تالیف، رشد و ہدایت اور احقاق حق کا مقدس فریضہ انجام دیا۔ اپنے زمانے میں آپ کی ذات گرامی مرجع علماء تھی اور آپ کی تقریر و تحریر حرف آخر کا درجہ رکھتی تھی۔ معاصرین نے آپ کو اپنے زمانے میں امام اہلسنت اور معیار سنیت قرار دیا۔ آپ کی درس گاہ سے ایک عالم نے فیض حاصل کیا، تلامذہ میں یہ چند نام نمایاں ہیں۔

۱۔ سلالۂ خاندان برکاتیہ سید شاہ ابوالقاسم حاجی اسماعیل حسن مارہروی قدس سرہ (۱۳۳۰ھ)

۲۔ سرکار صاحب الاقتدار سیدنا شاہ مطیع الرسول عبدالمقتدر قادری بدایونی قدس سرہ (۱۳۳۲ھ)

۳۔ حافظ بخاری سیدنا شاہ عبدالصمد سہوانی قدس سرہ (۱۳۲۳ھ)

۴۔ استاذ الاساتذہ علامہ محبت احمد قادری بدایونی قدس سرہ (۱۳۳۱ھ)

۵۔ حضرت مولانا عمر الدین ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۳۹ھ)

۶۔ استاذ العلماء مفتی عزیز احمد قادری آنولوی ثم لاہوری

۷۔ حضرت مولانا فضل مجید قادری فاروقی بدایونی (۱۳۲۵ھ)

۸۔ مولانا مفتی حافظ بخش قادری آنولوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۳۹ھ)

۹۔ علامہ محمد حسن سنبھلی (۱۳۰۵ھ)

حضرت تاج النحول کے بارے میں ان کے استاذ علامہ فضل حق خیر آبادی کے یہ جملے سند کی حیثیت رکھتے ہیں:-

”صاحب قوت قدسیہ ہر زمانے میں ظاہر نہیں ہوتے وقتاً



بعد وقت اور عصر بعد عصر پیدا ہوتے ہیں، اگر اس زمانے میں کسی کا وجود مانا جائے تو یہ (تاج الفحول) ہیں۔ ان کی جودت و ذہانت ابوالفضل اور فیضی کے اذہان ثاقبہ کی جودت کو مات کرتی ہے۔“  
(اکمل التاریخ ج ۲ ص ۲۰۷، مطبع قادری بدایوں)  
تاجدار مارہرہ سیدنا شاہ ابوالحسن احمد نوری قدس سرہ نے حضرت تاج الفحول کے بارے میں ارشاد فرمایا:-

”ہمارے دور میں سنیت کی شناخت محبت مولانا عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہے ہرگز کوئی بد مذہب ان سے محبت نہ رکھے گا۔“ (تذکرہ نوری: غلام شہر قادری ص ۱۲۹ سنی دارالاشاعت لاہور پاکستان)

یہ دونوں اقوال ان دو بزرگ ہستیوں کے ہیں جن میں ایک امام ظاہر ہے تو دوسرا اپنے وقت میں روحانیت و طریقت کا تاجدار، ان دونوں عظیم المرتبت اماموں کے اقوال کی روشنی میں حضرت تاج الفحول کی عظمت کا ادراک زیادہ دشوار نہیں ہے۔  
حضرت تاج الفحول کی تصانیف میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ الکلام السدید (عربی)

۲۔ احسن الکلام فی تحقیق عقائد الاسلام (عربی)

۳۔ حقیقۃ الشفاعۃ

۴۔ تحفۃ فیض (فارسی)

۵۔ مناصحہ فی تحقیق مسائل المصافحہ (عربی)

۶۔ تذکرہ مشائخ قادریہ (قلمی)

۷۔ شفاء السائل بتحقیق المسائل

۸۔ سیف الاسلام علی المناہج لعمل المولد والقیام (فارسی)

۹۔ ہدایت الاسلام (ردروافض)

۱۰۔ دیوان نعت عربی

۱۱۔ دیوان منقبت (اردو و فارسی)

۱۷۔ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۱ء بروز اتوار آپ نے وصال فرمایا۔

درگاہ قادریہ بدایوں میں اپنے والد ماجد سیف اللہ المسلمول سیدنا شاہ فضل رسول قادری قدس سرہ کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

حضرت تاج الفحول کو اپنے والد گرامی سے شرف بیعت و خلافت حاصل تھا، والد گرامی کے بعد آپ خانقاہ قادریہ کے صاحب سجادہ رہے، ہزاروں بندگان خدا نے آپ کے دامن کرم سے وابستہ ہو کر سلوک و عرفان کی منزلیں طے کیں۔ متعدد حضرات کو آپ نے خلافت عطا فرمائی جنہوں نے سلسلہ قادریہ کے فیض کو عام کیا۔  
حضرت تاج الفحول کے مفصل حالات کے لئے دیکھئے:

۱۔ اکمل التاریخ: مولانا ضیاء القادری بدایونی، مطبع قادری، بدایوں (۱۳۳۳ھ)

۲۔ تاج الفحول حیات و خدمات: مفتی عبدالحکیم نوری، تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں (۱۹۹۸ء)

۳۔ ماہنامہ مظہر حق کا تاج الفحول نمبر، تاج الفحول اکیڈمی، بدایوں (۱۹۹۸ء)

۴۔ حیات تاج الفحول: مولانا محمد شہاب الدین رضوی: رضا اکیڈمی، بمبئی (۲۰۰۷ء)

زیر نظر رسالہ کا پورا نام ”مناصحة فی تحقیق مسائل المصافحة“ ہے،

یہ تاریخی نام ہے جس سے رسالہ کا سن تالیف ۱۲۹۸ھ برآمد ہوتا ہے۔ یہ معلوم نہیں

ہو سکا کہ یہ رسالہ پہلی بار کس سن میں طبع ہوا، ہمارے سامنے جو نسخہ ہے وہ ۱۳۰۸ھ میں

مطبع مجتہائی دہلی سے شائع ہوا ہے، ممکن ہے یہی رسالہ کی طبع اول ہو۔

اصل رسالہ عربی زبان میں ہے، راقم سطور نے عربی زبان میں مہارت نہ

ہونے کے باوجود اس کو اردو میں منتقل کرنے کی طالب علمانہ کوشش کی ہے، جو آپ کے ہاتھ میں ہے۔

احادیث مبارکہ اور اقوال علماء کی تخریج بھی حتی الامکان کردی گئی ہے، مجھے اس کا احساس ہے کہ رسالہ کی تخریج و تحقیق کا حق ادا نہیں ہوا، جس کا بنیادی سبب تو میں اپنی بے بضاعتی اور کم علمی کو تصور کرتا ہوں دوسرے یہ کہ اس قسم کے کام کے لیے جتنا وقت اور جیسی یک سوئی درکار ہے فی الحال میں ان دونوں سے محروم ہوں، تاہم ارادہ ہے کہ اس پر مزید کام کیا جائے، اور تخریج و تعلیق عربی زبان میں کر کے اصل عربی کتاب شائع کی جائے۔

رب مقتدر اس حقیر سی کوشش کو قبول فرمائے، اور اس رسالہ کو عوام و خواص کے لیے مفید و نافع بنائے (آمین)

اسید الحق محمد عاصم قادری

مدرسہ قادریہ بدایوں

الحمد لله العطوف الكريم الذي هدانا لهذا معشر المسلمين  
الى الموالاة بنينا والموادة والتناصر والمصالحة، والصلوة  
على حبيبہ الرؤف الرحيم سيدنا ومولانا محمد وعلى آل  
سيدنا ومولانا محمد الذي نهانا عن المعادة والمضادة  
والتشاجر والمطارحة.

اما بعد

میں نے ”مناصحہ فی تحقیق مسائل المصافحہ“ نامی رسالہ دوستوں اور احباب کی  
نصیحت اور اسلامی بھائیوں کی اصلاح کے واسطے تحریر کیا ہے، میں بعض لوگوں کو دیکھتا  
ہوں کہ وہ مصافحہ کے مسائل میں زبان درازی کرتے ہیں اور لڑائی جھگڑا کر کے  
شدت اختیار کرتے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے مسائل جزئیہ فرعیہ میں تمام اہل  
اسلام پر کفر و گمراہی کا حکم لگا دیا اور اپنے وہم و خیال کی پیدا کردہ باطل اور جھوٹی باتوں  
کو ثابت کرنے میں پوری قوت صرف کر دی۔

میں اللہ رب العزت کی ذات سے امید کرتا ہوں کہ وہ مجھے اہل حق و صلاح کے  
اقوال میں تطبیق اور مسائل مصافحہ میں تحقیق کی توفیق عطا فرمائے۔ مجھ پر اور تمام اہل  
ایمان بھائیوں پر رحم فرمائے، وہی پاک ذات رحم کرنے والی اور بلند و بالا ہے۔

## حدیث مصافحہ کی پہلی سند

بحمد اللہ تعالیٰ خاکسار نے

اپنے مرشد گرامی شیخ طریقت سیدنا شاہ معین الحق فضل رسول قادری بدایونی  
رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کیا، جن کی ذات حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معجزات

میں سے ایک معجزہ تھی، جو اپنے زمانے کے مفسرین و محدثین، فقہاء و متکلمین اور اولیاء کاملین میں ممتاز مقام رکھتے تھے، ان کی ذات سلف کی یادگار اور خلف کے لئے حجت تھی۔ جن کو زمانے نے سیف اللہ المسلمول کے نام سے پکارا، جو حامی سنت اور ماحی بدعت و ضلالت تھے، انہوں نے اکابر محدثین کرام سے مصافحہ کیا اور ان حضرات سے آپ نے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بغداد معلیٰ میں اسناد حدیث حاصل فرمائیں۔ ان محدثین کرام میں سب سے بڑی اور معروف شخصیت اس وقت

۲۔ شیخ امام محدث عابد مدنی علیہ الرحمۃ والرضوان کی تھی۔

۳۔ انہوں نے شیخ محدث صالح وقلانی سے مصافحہ کیا،

۴۔ انہوں نے شیخ محمد بن سنہ سے،

۵۔ انہوں نے شیخ احمد نخعی سے،

۶۔ انہوں نے شیخ بابلی سے،

۷۔ انہوں نے شیخ ابوبکر بن اسماعیل سے،

۸۔ انہوں نے شیخ ابراہیم سے،

۹۔ انہوں نے شیخ جلال سیوطی سے،

۱۰۔ انہوں نے شیخ تقی شمشی سے،

۱۱۔ انہوں نے شیخ ابوطاہر سے،

۱۲۔ انہوں نے شیخ ابراہیم بن علی سے،

۱۳۔ انہوں نے شیخ ابو عبد اللہ الجونی سے،

۱۴۔ انہوں نے شیخ ابوالمجد القزویٰ سے،

۱۵۔ انہوں نے شیخ ابوبکر بن ابراہیم شحاذی سے،

۱۶۔ انہوں نے ابوالحسن بن ابی زرعہ سے،

- ۱۷۔ انہوں نے ابوالمنصور عبدالرحمن بزازی سے،  
 ۱۸۔ انہوں نے عبدالملک بن نجید سے،  
 ۱۹۔ انہوں نے ابوالقاسم عبدالان بن حمید سے،  
 ۲۰۔ انہوں نے عمر بن سعید سے،  
 ۲۱۔ انہوں نے شیخ احمد دہقان سے،  
 ۲۲۔ انہوں نے شیخ خلف بن تمیم سے،  
 ۲۳۔ انہوں نے شیخ ابوہر مز سے،  
 ۲۴۔ انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ و عنہم سے مصافحہ کیا اور  
 حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا

صافحت بكفى هذه كف رسول الله صلى الله عليه  
 وسلم فما مسست خزا ولا حريرا لين من كفد  
 صلى الله عليه وسلم.

میں نے اپنے ان ہاتھوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست  
 مبارک سے مصافحہ کیا، میں نے کسی ریشم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے دست مبارک سے بڑھ کر نرم و نازک نہیں پایا۔

## حدیث مصافحہ کی دوسری سند

میں نے اپنے

- ۱۔ شیخ مرشد حقانی سیدنا شاہ معین الحق فضل رسول قادری رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کیا،  
 ۲۔ انہوں نے اپنے شیخ مولانا عبدالمجید قادری علیہ الرحمۃ والرضوان سے مصافحہ کیا،  
 ۳۔ انہوں نے شمس الدین ابوالفضل علیہ الرحمۃ والرضوان سے مصافحہ کیا،

۳۔ انہوں نے شیخ سید حمزہ الحسینی رحمۃ اللہ علیہ سے مصافحہ کیا،

۵۔ انہوں نے سید طفیل محمد اتر ولوی سے،

۶۔ انہوں نے مولانا سید مبارک بلگرامی سے،

۷۔ انہوں نے مولانا نور الحق سے،

۸۔ انہوں نے مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی سے،

۹۔ انہوں نے شیخ عبدالوہاب بروجی سے،

۱۰۔ انہوں نے شیخ محمد بن ابرح یمنی سے،

۱۱۔ انہوں نے شیخ عبدالرحمن بن علی الریعی سے،

۱۲۔ انہوں نے شیخ زین الدین شرجی سے،

۱۳۔ انہوں نے شیخ شمس الدین ابوالخیر ابن الجزری،

۱۴۔ انہوں نے شیخ ابوالحسن السمری،

۱۵۔ انہوں نے شیخ ابوالثناء محمود بن علی بغدادی سے،

۱۶۔ انہوں نے شیخ عبدالصمد بغدادی سے،

۱۷۔ انہوں نے شیخ یوسف بغدادی سے،

۱۸۔ انہوں نے شیخ حافظ ابوالفرج ابن الجوزی بغدادی سے،

۱۹۔ انہوں نے شیخ ابوہریرۃ البغدادی سے

۲۰۔ انہوں نے ابوالفضل محمد بن ناصر بغدادی سے،

۲۱۔ انہوں نے حافظ ابوالغنائم ہرادی سے،

۲۲۔ انہوں نے شیخ محمد بن علی العلوی سے،

۲۳۔ انہوں نے شیخ محمد بن جعفر الخزاعی سے،

۲۴۔ انہوں نے شیخ احمد بن محمد بن سعید المطوعی سے،



- ۲۵۔ انہوں نے ابو غانم محمد بن زکریا سے،  
 ۲۶۔ انہوں نے شیخ محمد بن کامل سے،  
 ۲۷۔ انہوں نے شیخ ابو محمد العطار سے،  
 ۲۸۔ انہوں نے سیدنا ثابت بنانی سے،  
 ۲۹۔ انہوں نے سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ و عنہم سے مصافحہ کیا اور حضرت انس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا، حضرت انس فرماتے ہیں:  
 صافحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم ار خزا و  
 لا قزا الین من کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا میں نے کوئی  
 ریشم حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دست مبارک سے زیادہ نرم و  
 نازک نہیں دیکھا۔

## مصافحہ کی فضیلت

ہدایہ میں ہے:

لا بأس بالمصافحة لأنه هو المتوارث وقال عليه  
 الصلوة والسلام من صافح اخاه المسلم و حرک  
 يده تناثر ذنوبه (۱)

مصافحہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ سلف صالحین سے  
 قرناً بعد قرن چلا آ رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

(۱) ہدایہ آخرین: برہان الدین المرغینانی: کتاب الکراہیۃ، ج ۴، ص ۴۵۲، کتب



فرمایا کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور اپنے ہاتھ کو حرکت دی تو اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔  
علامہ طحاوی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں:

لقوله ايضا صلى الله تعالى عليه وسلم من صافح مسلما وقال عند مصافحته اللهم صل على محمد و على آل محمد لم يبق من ذنوبه شئ و لقوله عليه السلام من صافح اخاه المسلم و حرک يده تناثرت ذنوبه كما يتناثر الورق اليابس من الشجرة و نزلت عليهما مائة رحمة تسعة و تسعون لاسبقهما و واحدة لصاحبه. (۲)

(مصافحہ کرنا درست ہے) اس لئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد عالی ہے کہ جس نے کسی مسلمان سے مصافحہ کیا اور مصافحہ کرتے وقت درود پاک اللهم صل على محمد و على آل محمد پڑھا تو اس کے گناہ باقی نہیں رہتے ہیں (یعنی گناہ صغیرہ) نیز حضور نے فرمایا جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور اپنے ہاتھ کو ہلایا تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے درخت سے خشک پتے جھڑتے ہیں اور ان دونوں پر سورتیں نازل ہوتی ہیں ننانوے رحمتیں اس پر نازل ہوتی ہیں جو ان دونوں میں پہل کرتا ہے اور ایک رحمت اس کے ساتھی کے لئے ہوتی ہے۔

مسند بزار میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

(۲) حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار: علامہ سید احمد الطحاوی ج ۴ ص ۱۹۰

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان المسلم اذا صافح اخاه تحات خطاياهما كما تتحات ورق الشجر.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان جب اپنے بھائی سے مصافحہ کرتا ہے تو ان دونوں کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

امام بیہقی نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ  
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المسلمان اذا تصافحا لم يبق بينهما ذنب الاسقط؛  
جب دو مسلمان مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے سارے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

## مصافحہ کے اقسام اور ان کے احکام

### مصافحہ تحیت:

اقسام مصافحہ میں پہلی قسم مصافحہ تحیت ہے جو سلام اور ملاقات کے وقت مشروع ہے اور یہ ایسی سنت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے (۳) اور اس پر صحابہ کرام سے اب تک عمل ہے مصافحہ تحیت میں سنت طریقہ یہ ہے کہ کلام

(۳) درمختار میں ہے:

تجوز المصافحة لأنها سنة قديمة متواترة لقوله عليه الصلوة والسلام من صافح اخاه المسلم وحرك يده تناثر ذنوبه

درمختار: علاؤالدین الحنفی: کتاب الحظروالاباحۃ: باب الاستبراء وغیرہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

سے پہلے سلام کے وقت ملاقات کی ابتداء میں ہو جیسا کہ اس کی صراحت درمختار، قنیه، شرح الملتقى اور فقہاء کرام کی دیگر کتب میں موجود ہے (۲)

ترجمہ: مصافحہ کرنا جائز ہے کیوں کہ یہ سنت قدیمہ متواترہ ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے کہ جس نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور اپنے ہاتھ کو (مصافحہ کرتے وقت) حرکت دی تو اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں (ان گناہوں سے گناہِ صغیرہ مراد ہیں) مجمع الانہرفی شرح ملتقى الابحر میں ہے:

ولاباس بالمصافحة لانها سنة قديمة متوارثة و السنة في المصافحة بكلتا يديه.  
مجمع الانهر: عبد الله بن شيخ محمد بن سليمان: ج ۲ / ص ۵۴۱، فصل في بيان احكام النظر،  
دار احياء التراث العربى، بيروت، لبنان

ترجمہ: مصافحہ کرنے میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ یہ سنت قدیمہ متوارثہ ہے اور دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا سنت ہے۔

بدائع الصنائع میں علامہ علاؤ الدین ابوبکر بن مسعود فرماتے ہیں:

فلا خلاف في ان المصافحة حلال لقوله عليه الصلوة والسلام تصافحوا تحابوا  
وروى عنه عليه الصلوة والسلام انه قال اذلقى المؤمن اخاه فصافحه تنائرت ذنوبه  
ولان الناس يتصافحون في سائر الاعصار في العهود والمواثيق فكانت سنة متوارثة  
بدائع الصنائع: علامہ علاؤ الدین ابوبکر بن مسعود ج ۵ / ص ۱۲۳، کتاب الاستحسان، ایجوکیشنل پریس کراچی۔

ترجمہ: مصافحہ کے جواز میں کسی کا خلاف نہیں ہے کیوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مصافحہ کرو تا کہ تم میں باہم محبت پیدا ہو اور حضور علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب مؤمن اپنے بھائی سے ملاقات کرتا ہے اور مصافحہ کرتا ہے تو اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور ہر زمانے میں مہد و پیمان کے وقت لوگ مصافحہ کرتے آئے ہیں لہذا یہ سنت متوارثہ ہوگی۔

(۳) مجمع الانہرفی شرح ملتقى الابحر: ج ۲ / ص ۵۴۱: کتاب الکراهية: باب فصل في بيان احكام النظر وغيره: دار احياء التراث العربى بيروت لبنان

ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ، وغیرہ میں ہے کہ

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من مسلمين

يلتقيان فتصافحان الا غفر لهما قبل أن يتفرقا. (۵)

جب دو مسلمان ملاقات کرتے ہیں پس مصافحہ کرتے ہیں تو ان

دونوں کے علحدہ ہونے سے پہلے ان کی بخشش کر دی جاتی ہے۔

ابن السنی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان المسلمين

اذا التقوا فتصافحوا و تكاثروا بوّد و نصيحة تنائرت

خطاياهما.

جب دو مسلمان ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے ہیں اور محبت و

خیر خواہی میں اضافہ کرتے ہیں تو ان کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

ایک دیگر روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا التقى المسلمان فتصافحوا و حمدا الله تعالى

و استغفرا غفر الله عز وجل لهما. (۶)

جب دو مسلمان ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے ہیں اور اللہ جل

(۵) الف: ترمذی، ابواب الاستیذان والاداب: باب ماجاء فی المصافحة

ب: ابوداؤد: کتاب الاداب: باب فی المصافحة،

ج: ابن ماجہ: ابواب الادب: باب المصافحة

(۶) الف: ابوداؤد: کتاب الاداب: باب فی مصافحة

ب: مشکوٰۃ: ج ۲ ص ۴۰۱: باب المصافحة والمعانقة: کتب خانہ رشیدیہ دہلی

ج: الجامع الصغير: حافظ سیوطی: ج ۱ ص ۱۸ مطبوعہ مصر

شانہ کی حمد و ثنا کرتے ہیں اور اس سے مغفرت طلب کرتے ہیں تو اللہ عز و جل ان دونوں کی بخشش فرمادیتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من عبدین متحابین فی اللہ یستقبل احدهما صاحبه فیصافحه و یصلیان علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا لم یترقا حتی یغفر اللہ لهما ذنوبهما. (۷)

وہ دو بندے جو ایک دوسرے سے اللہ کے واسطے محبت کرتے ہیں ان میں سے ایک اپنے ساتھی کے سامنے آتا ہے اور اس سے مصافحہ کرتا ہے اور وہ دونوں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں تو اللہ ان دونوں کے جدا ہونے سے قبل ان کی بخشش فرمادیتا ہے۔

ایک دیگر حدیث میں آتا ہے کہ

تمام تحیتکم بینکم المصافحة. (۸)

مصافحہ تمہارے سلام کی تکمیل ہے

علامہ طیبی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

یعنی لا مزید علی هذا فلو زدتم علی هذا دخل فی

التکلف و هو بیان لمقصد الامور لا انه نہی عن

(۷) کتاب الاذکار: امام نووی: ص ۱۵۷، مطبوعہ مصر

(۸) الف: ترمذی: ابواب الاستیذان والاداب: باب ما جاء فی المصافحة

ب: مشکوٰۃ: باب المصافحة والمعانقة

### الزیادة والنقصان (۹)

اس پر زیادتی نہیں ہے اگر تم اس پر زیادتی کرو گے تو یہ زیادتی  
تکلف میں داخل ہو جائے گی یہ صرف امور کے مقصد کا بیان ہے  
اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ زیادتی و کمی سے منع فرمایا گیا (یعنی  
مصافحہ کے علاوہ، معانقہ یا عدم معانقہ بھی جائز ہے)

### مصافحہ رخصت:

دوسری قسم مصافحہ رخصت ہے، مصافحہ رخصت مستحب ہے۔  
الحصن الحصین میں ہے:

و ان کان سفرا صافح وقال ای المقیم استودع الله  
دينك وامانتك و خواتيم عملك (۱۰)  
اگر کوئی مسافر ہو تو مقیم اس سے مصافحہ کرے اور کہے میں اللہ  
سے تیرے دین و امانت اور تیرے اعمال کے حسن خاتمہ کی  
دعا کرتا ہوں۔

شرع میں مذکور ہے:

كان اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا  
تلاقوا تعانقوا واذا تفرقوا تصافحوا.  
جب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات کرتے تھے تو

(۹) حاشیہ ترمذی ج ۲ / ص ۹۷ زیر حدیث تمام تحینکم بینکم بالمصافحة: کتب خانہ

رشیدیہ دہلی

(۱۰) الحصن الحصین: ص ۱۲۲: دعاء رخصة المسافر، مطبع نجم العلوم، لکھنؤ

ایک دوسرے سے معافہ کرتے (گلے ملتے) تھے اور جدا ہوتے  
وقت مصافحہ کرتے تھے۔

یہ صحابہ کرام کا ملاقات کے وقت معافہ کرنا اور رخصت ہوتے وقت مصافحہ کرنا  
مصافحہ تحیت و مصافحہ رخصت پر محمول ہے۔  
مصافحہ بیعت:

مصافحہ بیعت طاعت جو امیر سے کیا جاتا ہے اور مصافحہ توبہ جو گناہوں سے باز  
رہنے پر کیا جاتا ہے اسی مصافحہ کی قسم میں آتے ہیں اور یہ سب مصافحے جائز ہیں جن پر  
آثار صحیحہ اور اصول فقہیہ دال ہیں قابل تنبیہ امر یہ ہے کہ ہاتھ سے مصافحہ کرنا مردوں  
کے لئے سنت ہے خواہ مصافحہ تحیت ہو یا مصافحہ رخصت و بیعت ہو۔

مردوں کا عورتوں سے ہاتھ سے مصافحہ کرنا جائز نہیں۔ سنن نسائی میں ہے:

هلم نبايعك يا رسول الله فقال رسول الله صلى

الله عليه وسلم انى لا اصفح النساء (۱۱)

(عورتوں نے کہا یا رسول اللہ دست مبارک) لایئے ہم آپ

سے بیعت کرتے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ

میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا ہوں۔

امام بخاری صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں:

عن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم

يباع النساء بالكلام بهذه الآية لا تشرکوا بالله شيئا

قالت وما مست يد رسول الله صلى الله عليه وسلم



## يدامرأة الا امرأة يملكها (۱۲)

(۱۲) الف: صحيح البخاری: کتاب الاحکام: باب بیعة النساء

ب: مؤطا امام محمد: باب ما یکره من مصافحة النساء، ص ۳۹۲، مجلس البرکات، مبارکپور  
سنن ابوداؤد میں ہے۔

ان عائشة رضی اللہ عنہا اخبرته عن بیعة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
النساء قالت ما مس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يد امرأة قط إلا ان  
یاخذ علیها فاذا اخذ علیها فاعطته قال اذهبی فقد بايعتک.

ابوداؤد: کتاب الخرج والامارة والفی: باب ما جاء فی البيعة

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضور علیہ السلام کے عورتوں سے بیعت کے بارے میں  
خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی عورت کا ہاتھ مس نہیں کیا مگر آپ اس  
(عورت) سے بیعت لیتے تھے اور جب بیعت لیتے تھے اور وہ بیعت دیتی تھی تو آپ فرماتے  
تھے۔ تم چلی جاؤ میں نے تمہیں بیعت کر لیا۔

مسلم شریف میں ہے:

قالت عائشة واللہ ما اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی النساء الا ما امره  
اللہ ولا مست کف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کف امرأة قط وکان یقول  
لهن اذا اخذ علیهن قد بايعتکن کلاماً.

مسلم: باب بیعة النساء: کتاب الامارة

ترجمہ: حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لی  
جس کا اللہ نے ان کو حکم دیا۔ اور حضور کا دست مبارک کسی (غیر محرم) عورت کے ہاتھ سے مس نہیں

ہو واجب آپ عورتوں سے بیعت لیتے تھے تو فرماتے تھے میں نے تم کو کلام کے ذریعہ بیعت

کیا (یعنی ہاتھ کے ذریعہ نہیں) (بقیہ اگلے صفحہ پر)



حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے لا تشرکوا باللہ شیناً آیت پر بیعت، کلام کے ذریعہ لیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک نے کبھی کسی غیر محرم عورت کا ہاتھ نہیں چھوا۔ علامہ قسطلانی ارشاد الساری شرح بخاری میں اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قد بايعتك كلاماً اى بالكلام لا باليد كما كان يبايع الرجال بالمصافحة باليدين (۱۳)

حضور کا فرمان گرامی کہ میں تم سے زبانی بیعت لیتا ہوں اس کا معنی یہ ہے کہ صرف زبان کے ذریعہ بیعت کرتا ہوں ہاتھ سے نہیں جیسا کہ حضور مردوں کو بیعت کرتے وقت ہاتھوں سے

(گزشتہ صفحہ کا بقیہ) ابن ماجہ میں ہے۔

حدثنا سفیان بن عیینة أنه سمع محمد بن المنکدر قال سمعت امیمة بنت رقیقة تقول جئت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی نسوة تبایعه فقال لنا فیما استطعن واطقن انی لا اصافح النساء

ابن ماجہ: باب بیعة النساء

سفیان بن عیینہ نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے محمد بن منکدر کو فرماتے ہوئے سنا انہوں نے کہا میں نے امیرہ بنت رقیقہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان عورتوں کی جماعت میں گئی جو حضور سے بیعت کر رہی تھیں تو حضور نے ہم سے فرمایا ان چیزوں میں (بیعت کرو) جن کی تم طاقت و استطاعت رکھتی ہو (نیز فرمایا) میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔

(۱۳) ارشاد الساری شرح بخاری: علامہ قسطلانی: کتاب الاحکام: باب بیعة النساء

مصافحہ فرماتے تھے۔

بعض روایتوں میں آتا ہے کہ حضور عورتوں کو اس طرح بیعت کرتے تھے کہ ایک کپڑا درمیان میں ہوتا تھا جس کا ایک کنارہ حضور کے دست مبارک میں ہوتا تھا اور دوسرا کنارہ عورتوں کے ہاتھ میں ہوتا تھا جیسا کہ تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی روایت نقل کرتے ہیں کہ:

روى انه عليه السلام بايعهن و بين يديه و ايديهن ثوب

قطرى يا خذ بطرف منه و ياخذن بطرف اخر.

رسول انور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ عورتوں کو بیعت کرتے تھے تو ایک قطری کپڑا آپ کے اور عورتوں کے سامنے ہوتا جس کا ایک کنارہ آپ پکڑتے اور دوسرا کنارہ عورتیں پکڑتیں (یعنی آپ عورتوں کو ہاتھ کے ذریعہ بیعت نہیں کرتے تھے بعض اوقات زبانی بیعت کرتے تھے اور بعض اوقات کپڑے کے ذریعہ بیعت فرماتے تھے)

مصافحہ تہنیت:

اقسام مصافحہ میں سے ایک قسم مصافحہ تہنیت ہے۔ مصافحہ تہنیت کا مطلب یہ ہے کہ پروردگار عالم کی جانب سے کسی نعمت کے حصول کے وقت فرح و مسرت کے اظہار اور مبارک باد دینے کے لئے کسی سے مصافحہ کیا جائے اور یہ مصافحہ بھی مستحب ہے اور اس کی اصل صحیح بخاری میں موجود ہے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی توبہ کی قبولیت کے بعد کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

دخلت المسجد فاذا برسول الله صلى الله عليه

وسلم جالس وحوله الناس فقام الى طلحة بن عبيد  
 الله يهرول حتى صافحني وهناني والله ما قام الى  
 رجل من المهاجرين غيره ولا انساہ لطلحة (۱۳)  
 جب میں مسجد میں داخل ہوا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ گر  
 تھے اور لوگ آپ کے گرد جمع تھے حضرت طلحہ بن عبید اللہ میری  
 جانب دوڑتے ہوئے آئے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے  
 (میری توبہ کی قبولیت پر) مبارک باد پیش کی بخدا اس وقت  
 مهاجرین میں سے کوئی شخص کھڑا نہیں ہوا، میں طلحہ کا یہ احسان  
 نہیں بھول سکتا۔

مصافحہ تہنیت میں عید کا مصافحہ بھی داخل ہے، جو اعزّ او اقرباء، دوستوں اور  
 احباب کی تہنیت کی غرض سے ہوتا ہے، اسلامی ملکوں میں اس کا رواج ہے، سلف

(۱۳) بخاری: کتاب المغازی: باب حدیث کعب ابن مالک (رضی اللہ عنہ)

غزوہ تبوک میں حضرت کعب بن مالک، حلال بن امیہ، مرار بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تسابلی کی  
 بنا پر شرکت نہیں کر سکے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ سے واپس تشریف لائے تو حضرت کعب  
 سے شرکت نہ کرنے کا سبب دریافت کیا آپ نے پورا واقعہ سچ سچ بیان کر دیا حضور نے بحکم  
 خدا آپ سے قطع کلام کر لیا اور آپ کے اصحاب نے بھی حضرت کعب سے کلام کرنا بند کر لیا،  
 حضرت کعب فرماتے ہیں جب حضور نے مجھ سے سلام کلام بند کر دیا تو دنیا اپنی وسعت کے  
 باوجود مجھ پر تنگ ہو گئی، پھر اللہ نے آپ کی اور آپ کے دونوں ساتھیوں کی توبہ قبول فرمائی اور آیت  
 کریمہ وعلی الثلثة الذین خلفوا الی اخرها نازل ہوئی۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے توبہ کے واقعہ کی پوری تفصیل کے لئے دیکھئے: ضیاء النبی  
 : پیر کرم شاہ ازہری، ج ۱، ص ۶۳۵ تا ۶۳۴، اسلامک پبلشرز دہلی۔

صالحین اور علماء عالمین کا اس پر عمل رہا ہے لہذا اس کو حرام کہنا اور ایسا کرنے والوں کو گمراہ قرار دینا از روئے شرع غلط ہے، کیونکہ مصافحہ کی اباحت اصل یہ میں کوئی شک نہیں، عید کے موقع پر مصافحہ کرنا نیک نیتی کے باعث، استحباب میں داخل ہے لہذا عید کے موقع پر مصافحہ و معافقہ کرنا بلاشبہ مستحب ہے کیونکہ یہ محبت میں اضافہ کا باعث ہے۔  
 شیخ ابو عبد اللہ بن نعمان فرماتے ہیں:

ادركت بمدينة فاس والعلماء العاملون بعلمهم  
 متوافرون انهم كانوا اذا فرغوا من صلوة العيد  
 صافح بعضهم بعضاً.

میں نے شہر فاس میں بے شمار علماء عالمین کو دیکھا کہ جب وہ عید کی نماز سے فارغ ہوتے تھے تو ایک دوسرے سے مصافحہ کرتے تھے۔  
 شیخ ابو عبد اللہ بن نعمان علیہ الرحمہ کی طرح دیگر فقہاء کرام نے بھی اسی طرح فرمایا ہے، شیخ ابو عبد اللہ بن نعمان کی اس عبارت پر علامہ ابن الحاج المالکی نے اپنی کتاب مدخل میں فرمایا ہے:

ان كان يساعده النقل من السلف فيختار و ان لم  
 ينقل فتركه اولی .

اگر سلف صالحین سے اس مصافحہ (عید کی نماز کے بعد) کے لئے نقل موجود ہے تو اس کو اختیار کیا جائے ورنہ اس کو ترک کرنا بہتر ہے۔  
 لیکن ابن الحاج مالکی کی اس بات پر اعتراض ہو سکتا ہے، اس لئے کہ یہ درست نہیں ہے کہ ہر وہ چیز جس کو سلف صالحین کے بعد علماء صالحین کی ایک جماعت نے اختیار کیا ہو اور اس پر عمل کی عادت بنالی ہو اس کو ترک کرنا ہر حال میں بہتر ہے، اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ موقف (یعنی جو کام سلف نے نہ کیا اس کا ترک اولیٰ ہے) بعض علماء

نے اختیار کیا ہے پھر بھی یہ ایسا نہیں جس پر محدثین و فقہاء کا اجماع منعقد ہو گیا ہو۔  
 ”عین العلم والاسرار“ میں کہا گیا ہے کہ لوگ جو عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرتے  
 ہیں اگرچہ یہ بدعت ہے لیکن بہتر ہے۔ اسی کی تصریح حجت الاسلام امام غزالی علیہ الرحمۃ  
 نے ”احیاء علوم الدین“ میں فرمائی ہے۔

جماعت کے بعد مصافحہ کرنا:

جماعت کے بعد مصافحہ کرنا یہ دراصل نماز ادا کرنے کی خوشی کے اظہار کے  
 لئے ہے، اس مصافحہ میں علماء کے اقوال میں کچھ اضطراب ہے، ہم اس اضطراب و  
 اختلاف کو اجمالی طور پر ذکر کرتے ہیں۔ بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ نماز کے بعد  
 مصافحہ کرنا سنت ہے اور بعض کتب فقہاء میں ہے کہ یہ بدعت ہے، بعض فقہاء لکھتے  
 ہیں کہ مباح ہے، بعض نے لکھا ہے بعد نماز مصافحہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، بعض  
 نے کہا کہ نماز کے بعد مصافحہ کرنے کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور بعض کتابوں میں ذکر  
 ہے کہ یہ مصافحہ مکروہ ہے۔

لیکن تحقیق یہ ہے کہ نماز کے بعد مصافحہ کرنا مندوب و مستحسن ہے اس کو مشائخ  
 کرام نے مستحب قرار دیا ہے۔

نماز کے بعد مصافحہ کرنے میں اختلاف حقیقی نہیں، بلکہ ان تمام اقوال میں جمع و  
 تطبیق ممکن ہے، جن حضرات نے اسے سنت کہا ہے غالباً ان کی مراد یہ ہے کہ وہ سنت  
 حکمی ہے کیونکہ یہ اس عموم میں داخل ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنت قرار  
 دیا ہے اور اس کے کرنے کی ترغیب دی ہے جیسا کہ اس پر احادیث مبارکہ دلالت کر  
 رہی ہیں اور مصافحہ کے جواز کو کسی خاص قید یا خاص وقت کے ساتھ مقید نہیں کیا گیا ہے  
 اور جو چیز اس قسم کی ہو وہ مندوب ہی کیوں نہ ہو اس کو سنت کہنا بھی جائز ہے اگرچہ اس  
 مخصوص طریقہ سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہ بھی ہو کیونکہ لفظ سنت کثیر

معانی میں مستعمل ہوتا ہے۔

مجمع البحار میں ہے:

السنة في الاصل الطريقة و في الشرع يراد بها ما  
امر به النبي صلى الله عليه وسلم و ندب اليه قولا  
و فعلا مما لم يات به الكتاب العزيز و قد يراد به  
المستحب سواء دل عليه كتاب او سنة او  
اجماع او قياس :

در اصل سنت طریقہ کو کہتے ہیں اور از روئے شرع سنت سے مراد  
وہ امر ہوتا ہے جس کو کرنے کا حکم قرآن کریم میں نہ ہو بلکہ نبی  
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہو اپنے قول و فعل سے  
اسے کرنے کی ترغیب دی ہو، کبھی سنت سے مراد مستحب ہوتا ہے  
خواہ اسے کرنے کا حکم قرآن، حدیث یا اجماع میں موجود ہو یا  
اس کا قیاس تقاضا کرتا ہو۔

اور جن فقہاء نے نماز کے بعد مصافحہ کو بدعت کہا ہے تو بظاہر ان کی مراد یہ ہے کہ  
اگرچہ نماز کے بعد کا مصافحہ، جو مصافحہ کے اطلاق میں اور سنت مشروعہ کے عموم میں  
داخل ہے، شارع علیہ السلام نے بالخصوص اس سے منع نہیں فرمایا ہے لیکن نماز کے بعد  
کی سنتوں میں سے کوئی مخصوص سنت نہیں ہے۔ سلف و خلف نے لفظ بدعت اور لفظ  
محدث کا اطلاق مستحبات خاصہ اور مندوبات مخصوصہ پر بھی کیا ہے۔

مثال میں حضرت عمر فاروق اعظم کا وہ قول پیش کیا جاسکتا ہے کہ آپ نے  
حضرت عبدالرحمن بن عبد القاری سے فرمایا تھانعمت البدعة هذه (۱۵) یہ کیا ہی

(۱۵) صحیح بخاری: کتاب الصوم: باب فضل من قام رمضان (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اچھی بدعت ہے یعنی تراویح کی جماعت کا التزام، حالانکہ اس طور پر تراویح حضور کے زمانہ مبارک میں نہیں ہوا کرتی تھی۔

ابن امیر الحاج نے شرح منیہ میں ایک روایت نقل کی ہے:

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ) بخاری میں یہ حدیث ان الفاظ میں نقل کی گئی ہے۔

عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من قام رمضان ایماناً واحتساباً غفر لہ ما تقدم من ذنبہ قال ابن شہاب فتوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والامر علی ذلک ثم کان الامر علی ذلک فی خلافتہ ابی بکر وصدراً من خلافتہ عمرو عن ابن شہاب عن بن الزبیر عن عبد الرحمن بن عبد القاری انہ قال خرجت مع عمر بن الخطاب لیلۃ فی رمضان الی المسجد فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی الرجل لنفسہ ویصلی الرجل فیصلی بصلاتہ الرہط فقال عمر انی اری لو جمعت هؤلاء علی قاری واحد لکان امثل ثم عزم فجمعہم علی ابی بن کعب ثم خرجت معہ لیلۃ أخرى والناس یصلون بصلوۃ قارئہم قال عمر نعم البدعة هذه

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رمضان میں ایمان کے ساتھ بامید ثواب نماز پڑھے گا اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے ابن شہاب زہری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک اس پر عمل تھا اور حضرت ابو بکر صدیق کے زمانہ میں اور عمر فاروق اعظم کے ابتدائی دور خلافت میں اسی پر عمل رہا، عبد الرحمن بن عبد القاری کہتے ہیں کہ رمضان میں ایک رات میں حضرت عمر بن الخطاب کے ساتھ مسجد گیا تو ہم نے دیکھا کہ لوگ جدا جدا ہیں کوئی اپنی تنہا نماز پڑھ رہا ہے کوئی جماعت کے ساتھ نماز ادا کر رہا ہے، حضرت عمر نے فرمایا اگر میں ان کو ایک امام کے پیچھے جمع کر دوں تو یہ بہتر ہوگا، پھر آپ نے ان کو حضرت ابی بن کعب کے پیچھے جمع کر دیا پھر دوسری رات کو آپ نکلے اور لوگوں کو ایک قاری کے پیچھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے۔



ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ستحدث

بعدي اشیاء فاحبها الی ان یلزموا ما احدث عمر.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد (دین میں)

بہت سی چیزیں پیدا ہوں گی لیکن میں یہ پسند کرتا ہوں کہ تم ان

چیزوں کو اختیار کرنا جس کو عمر (رضی اللہ عنہ) ایجاد کریں۔

الغرض یہ مصافحہ ایک اعتبار سے سنت ہے کیونکہ عموم سنت کے مفہوم میں

داخل ہے اور دوسرے اعتبار سے بدعت ہے اس لئے کہ اس طور پر عہد رسالت

میں مصافحہ رائج نہیں تھا۔

مصافحہ ایک اعتبار سے سنت اور ایک اعتبار سے بدعت اس صورت میں ہے

جب کہ سلام و مصافحہ ملاقات کی ابتداء میں نہ ہو بلکہ نماز کے بعد ہو۔

لیکن کوئی شخص مسجد میں اس وقت داخل ہوا جبکہ لوگ نماز شروع کر چکے تھے اس

شخص نے کلام نہیں کیا اور نماز پڑھنے کے بعد ملاقات کے وقت سلام و مصافحہ کیا تو اس

کے حق میں یہ مصافحہ سنت حقیقیہ ہے۔

وہ سنت جسے بعض اوقات میں کیا جائے اور ہر وقت ادا کرنے سے محروم رکھا

جائے اسے بدعت و ضلالت نہیں کہا جاسکتا اور یہ چیز حرمت اور عصیان کو مستلزم نہیں ہے۔

جو حضرات نماز کے بعد مصافحہ کو مباح قرار دیتے ہیں ان کی مراد یہ ہے کہ یہ

مصافحہ ممنوع نہیں ہے لہذا ان کا مصافحہ کو مباح قرار دینا مصافحہ کے استحباب کے

منافی نہیں ہے۔

اسی طرح کسی نے اس کو لا باس بھا کہا ہے (یعنی مصافحہ کرنے میں کوئی

خرج نہیں) تو یہ لفظ لا باس بھا بھی نہ تو استحباب مصافحہ کے منافی ہے اور نہ

کراہت کو مستلزم ہے۔



جو حضرات کہتے ہیں کہ نماز کے بعد مصافحہ کرنے کی کوئی حقیقت نہیں ہے یا وہ مشروع نہیں ہے، ان کی مراد یہ ہے کہ سنت یا واجب نہیں ہے جیسا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سجدہ شکر کی کوئی حقیقت نہیں ہے یا وہ مشروع نہیں ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ سنت و واجب نہیں، الا شباه والنظائر میں ہے:

كذا سجدة الشكر على قول من يراها مشروعة

والمعتمد ان الخلاف في سنتها لا في الجواز (۱۶)

اسی طرح سجدہ شکر ان حضرات کے قول پر جو اسے مشروع سمجھتے ہیں، معتمد یہ ہے کہ اختلاف اس کے سنت ہونے میں ہے نہ کہ اس کے جواز میں۔

جو حضرات نماز کے بعد مصافحہ کو مکروہ جانتے ہیں تو ان کی مراد غالباً یہ ہے کہ وہ لوگ جو ملاقات کے وقت مصافحہ تحیت جیسی سنت ثابتہ کو ترک کرنے کے عادی ہوں ملاقات کے وقت باتیں کرتے رہیں، پھر نماز پڑھیں اور اس کے بعد مصافحہ کریں اس گمان کے ساتھ کہ یہ مصافحہ ایسا ضروری ہے کہ اس کا نہ کرنے والا گناہ گار ہو گا یا پھر یہ گمان کریں کہ نماز کے بعد مصافحہ مصافحہ تحیت کے قائم مقام ہے تو نماز کے بعد مصافحہ اس گمان فاسد کے ساتھ مکروہ ہے۔

اب ہم علماء کرام کے کچھ اقوال ذکر کریں گے تاکہ مقصد کی حقیقت واضح ہو اور اقوال علماء میں تطبیق ہو جائے۔ توفیق خیر اللہ ہی کے دست قدرت میں ہے۔

علامہ طحاوی باب العیدین میں فرماتے ہیں:

وتستحب المصافحة بل هي سنة عقب الصلوة

كلها و عند كل لقاء .

مصافحہ مستحب ہے بلکہ ہر نماز اور ہر ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے۔

در مختار میں ہے:

تجوز المصافحة لانها سنة قديمة متواترة لقوله عليه  
الصلوة والسلام من صافح اخاه المسلم وحرک  
يده تنائرت ذنوبه واطلاق المصنف تبعاً للدرر  
والکنز والوقایہ والنقایہ والمجمع والملقی و  
غیرها یفید جوازها مطلقاً ولو بعد العصر وقولهم انه  
بدعة ای مباحة حسنة (۱۷)

مصافحہ کرنا جائز ہے اس لئے کہ وہ سنت قدیمہ ہے جو تواتر کے  
ساتھ ثابت ہے کیونکہ حضور کا فرمان عالی ہے، جس نے اپنے  
مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور اپنے ہاتھ کو حرکت دی اس کے  
گناہ جھڑ جاتے ہیں، مصنف (صاحب تنویر الابصار) کا مصافحہ  
کو مطلق رکھنا کتب فقہیہ درر، کنز، الوقایہ، النقایہ، مجمع، ملقی  
وغیرہ کی اتباع میں ہے (لہذا مصنف کا قول) مصافحہ کے مطلق  
طور پر جواز کو ثابت کر رہا ہے اگرچہ عصر کی نماز کے بعد ہی ہو اور  
فقہاء کا قول کہ عصر کے بعد مصافحہ بدعت ہے تو اس سے مراد  
بدعت مباحہ حسنہ ہے۔

امام نووی اذکار میں فرماتے ہیں:

فصل فی المصافحة اعلم أنها سنة مجمع عليها عند  
 التلاقی روينا فی صحيح البخاری عن قتادة قال  
 قلت لانس رضي الله عنه أكانت المصافحة فی  
 اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم قال نعم (۱۸)  
 یہ فصل مصافحہ کے بیان میں ہے، جان لیجئے کہ بالاتفاق ملاقات  
 کے وقت مصافحہ کرنا سنت ہے، صحیح بخاری میں حضرت قتادہ سے  
 روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت انس سے دریافت  
 کیا کہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان مصافحہ ہوتا تھا تو  
 آپ نے فرمایا جی ہاں۔

اسی طرح مجمع البحار، شرح طیبی، اور مطالب المؤمنین میں بھی مذکور ہے۔  
 علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

وہی بعد الصلوة بدعة عندنا والاصح انها مباحة.  
 وہ (مصافحہ) نماز کے بعد ہمارے نزدیک بدعت ہے مگر اصح  
 مذہب یہ ہے کہ وہ مباح ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلی مسویٰ شرح مؤطا میں فرماتے ہیں:

(۱۸) الف: کتاب الاذکار: فصل فی المصافحة ص ۱۵۶، قاہرہ مصر

ب: در مختار: کتاب الحظرو الاباحة: باب الاستبراء وغیرھا

ج: مجمع الانہر: ج ۲/ ص ۵۴۱ فصل فی بیان احکام النظر، دار احیاء التراث

العربی، بیروت

د: ہدایع الصنائع: علامہ علاؤ الدین ابوبکر بن مسعود: ج ۵/ ص ۱۲۲ کتاب الاستحسان،

ایجوکیشنل پریس کراچی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تصافحوا یذهب الغل۔  
(مصافحہ کرو وہ کینہ کو ختم کرتا ہے) میں کہتا ہوں کہ اہل علم کا اسی پر  
عمل ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں:

اعلم ان المصافحة مستحبة عند كل لقاء واما ما  
اعتاده الناس من المصافحة بعد صلواتي الصبح  
والعصر فلا اصل له في الشرع على هذا الوجه  
ولكن لا بأس به فان اصل المصافحة سنة و كونهم  
حافظوا عليها في بعض الاحوال و فرطوا فيها في  
كثير من الاحوال لا يخرج ذلك البعض عن كونه  
من المصافحة التي ورد الشرع بأصلها.

ہر ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا مستحب ہے، عصر اور فجر کی نماز  
کے بعد بعض لوگ جو مصافحہ کرنے کے عادی ہو گئے ہیں اس  
خاص طریقہ پر شرع میں اس کی کوئی اصل نہیں پائی جاتی، لیکن  
اس میں کوئی حرج نہیں اس لئے کہ اصل مصافحہ سنت ہے، لہذا  
لوگوں کا بعض احوال میں اس کا کرنا اور بہت احوال میں اس  
میں افراط و تفریط اختیار کرنا مصافحہ کو اس کی اصل سے خارج  
نہیں کرے گا کہ اس کی اصل شرع میں وارد ہوئی ہے۔ میں  
کہتا ہوں (یعنی شاہ ولی اللہ) مناسب ہے کہ یہی بات جو امام  
نووی نے نماز کے بعد مصافحہ میں فرمائی ہے عید کے دن مصافحہ  
کرنے میں بھی کہی جائے“ (۱۹)

اور مسوی کے بعض نسخوں میں عید کے دن معانقہ کا بھی ذکر ہے۔  
 امام نووی کا قول و اما ما اعتاده الناس پر اذکار کے شارح امام ابوالحسن محمد بن علی "الفتوحات الربانیہ علی الاذکار النوویہ" میں فرماتے ہیں۔

فی صحیح البخاری من حدیث جابر رضی اللہ عنہ  
 کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی اقبل  
 علینا بوجه وفيه قال ابو جحيفة و خرج صلی اللہ  
 علیہ وسلم بالهاجرة الى البطحاء فتوضا ثم صلی  
 الظهر ركعتين والعصر ركعتين وقام الناس فجعلوا  
 ياخذون بيده فيمسحون بها علی وجوههم فاخذت  
 به فوضعتها علی وجهی فاذا هو ابرد من الثلج  
 واطيب رائحة من المسك اور دھذین الحدیثین  
 المحب الطبری فی غایتہ واورد احادیث کثیرہ  
 كذلك وقال يستانس بذلك لماتطابق علیہ الناس  
 من المصافحة بعد الصلوات فی الجماعات لاسیما  
 فی العصر والغرب اذا اقترن به قصد صالح من  
 تبرک او تودد او نحوه .

صحیح بخاری میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور  
 صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو ہماری طرف چہرہ  
 مبارک کر لیا کرتے تھے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ  
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیز دھوپ میں بطحاء کی طرف تشریف لے  
 گئے آپ نے وضو فرمایا پھر دو رکعت ظہر کی نماز ادا فرمائی

اور دو رکعت عصر کی، نماز کے بعد لوگ کھڑے ہوئے اور حضور کا دست مبارک لے کر اپنے چہروں پر رکھنے لگے میں نے بھی آپ کا دست مبارک پکڑا اور اپنے چہرے پر رکھا میں نے محسوس کیا کہ وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے ان دونوں حدیثوں اور ان جیسی کثیر احادیث کو محبت الطبری نے اپنی کتاب ”غایت“ میں ذکر کیا ہے اور فرمایا کہ انہیں احادیث سے لوگوں کے اس عمل کو سنت پر عمل مانا جاتا ہے جو جماعتوں کے بعد مصافحہ کرتے ہیں خصوصاً عصر اور مغرب میں اگر یہ مصافحہ نیک نیتی سے کیا جائے مثلاً برکت حاصل کرنے کے لئے یا محبت میں یا اسی طرح کسی اور نیت صالحہ کے ساتھ۔

امام حمزۃ الناثری وغیرہ نے علی الاطلاق نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے کے استحباب پر فتویٰ دیا ہے اگرچہ نماز سے پہلے مصافحہ کر چکے ہوں، کیوں کہ نماز حکماً غیبت ہے لہذا اسے غیبت حسیہ میں شامل کر دیا جاتا ہے اس فتویٰ کو امام اشعر نے اپنی فروع میں نقل کیا ہے۔

ابو شکیل شرح الوسیط میں فرماتے ہیں:

یظهر لی ان فی تخصیص ہذین الوقتین ھولما روی  
ان ذینک الوقتین لنزول الملائکۃ  
وصعودھما وتنزل ملائکۃ اللیل عند صلوة العصر  
وتصعد عندها ملائکۃ النہار وتنزل ملائکۃ النہار  
عند صلوة الصبح تصعد ملائکۃ اللیل فاستحب  
المصافحۃ للتبرک بمصافحتهم۔

ظاہر یہ ہے کہ مصافحہ کے لئے ان دو وقتوں کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ دونوں ملائکہ کے اترنے اور آسمان پر واپس جانے کے اوقات ہیں اس لئے کہ رات کے فرشتے عصر کے وقت اترتے ہیں اور اسی وقت دن کے فرشتے آسمان پر واپس جاتے ہیں تو ان وقتوں میں مصافحہ مستحب ہے ان کے مصافحہ سے برکت حاصل کرنے کے لئے۔

ابو شکیل شرح وسطیٰ میں مزید فرماتے ہیں:

اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ ان دونوں وقتوں میں مصافحہ کی تخصیص اس وجہ سے بھی ہو سکتی ہے کہ عصر کو صلوٰۃ وسطیٰ کہا گیا ہے اور اسی قسم کی فضیلت فجر کے وقت کی بھی آئی ہے، تو گویا یہ دونوں وقت خاص طور سے فیض ربانی کے نزول کے ہیں لہذا مصافحہ کے لئے ان دونوں کی تخصیص زیادہ مناسب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اور یہ بھی کہا گیا کہ ان دونوں نمازوں کے بعد مصافحہ باقی نمازوں کی طرح ہے ان لوگوں کے لئے جو نماز سے پہلے آئے اور آنے کے بعد مصافحہ نہیں کیا ہے۔

صاحب وسطیٰ نے فرمایا لا اصل له علی هذا الوجه (اس طور پر مصافحہ کرنے کی کوئی اصل نہیں ہے) اس کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کے لئے جو نماز کے بعد مصافحہ کریں حالاں کہ وہ نماز سے پہلے موجود تھے۔ ماتن نے فرمایا ”لاباس به“ مرقات میں بعض احناف سے اس کی کراہت منقول ہے۔ ماتن (یعنی صاحب وسطیٰ) کا قول فان اصل المصافحة سنة (کہ اصل مصافحہ سنت ہے) یعنی اپنے مشروع محل میں سنت ہے اور مشروع محل ملاقات کا وقت ہے اور ماتن کا قول کونہم حافظوا علیہا فی بعض الاحوال (یعنی لوگوں کا بعض مخصوص احوال میں اسے کرنا) یعنی اگرچہ اس حالت میں وہ مشروع نہ ہو جیسا کہ دو شخص نماز سے پہلے



آئے اور مصافحہ انہوں نے نماز کے بعد کیا تو اگرچہ ایسی صورت میں نماز کے بعد مصافحہ سنت نہیں ہے لیکن ان کے اس فعل سے مصافحہ اصل سنت سے خارج نہیں ہوگا اگرچہ یہ مصافحہ اس صورت مذکورہ میں بدعت ہے کیوں کہ یہ مصافحہ کے اقسام میں سے کسی کے تحت نہیں آتا لیکن اس کی اصل مشروع ہے تو اس مخصوص وقت میں مصافحہ پر مشروع مصافحہ کی تعریف منطبق ہوگی اور یہ وہ مصافحہ ہے جو عند الملاقات ہوتا ہے۔ صاحب وسط کی عبارت کی جو شرح ہم نے کی ہے اس سے ملا علی قاری کا وہ اعتراض بھی دفع ہو جاتا ہے جو انہوں نے وسط کی مذکورہ عبارت پر کیا ہے، ملا علی قاری نے اعتراض کیا تھا کہ ”ایک مطلق سنت کو کسی مخصوص حال میں ادا کرنا بدعت نہیں کہا جاسکتا لہذا مصنف کی اس عبارت میں تناقض ہے“ ملا علی قاری کے اس اعتراض کے دفع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ماتن نے یہ نہیں فرمایا کہ مصافحہ صورت مذکورہ میں (نماز کے بعد) سنت ہے پھر بدعت ہے بلکہ انہوں نے یہ فرمایا کہ مصافحہ (نماز کے بعد) بدعت ہے کیوں کہ وہ ملاقات کے وقت سنت ہے اور لقاء کی حالت نماز سے پہلے ہے اور نماز کے بعد بدعت ہے کیوں یہ شارع علیہ السلام سے منقول نہیں ہے مگر اس کے باوجود نماز کے بعد کا مصافحہ مباح ہے کیوں کہ اس کی اصل شرع میں موجود ہے اور وہ اصل ملاقات کے وقت مصافحہ کرنا ہے اور اسی تشریح سے ملا علی قاری کا دوسرا اعتراض بھی خود بخود دفع ہو گیا، انہوں نے دوسرا اعتراض یہ کیا تھا کہ ”حالانکہ لوگوں کا ان دو مخصوص اوقات (یعنی فجر و عصر کے بعد) میں مصافحہ کرنا جائز طریقہ پر نہیں ہے کیوں کہ مصافحہ کا اصل محل اور موقع ملاقات کی ابتداء ہے، اور یہ لوگ نماز سے پہلے ملتے ہیں اور اس وقت مصافحہ نہیں کرتے، پھر نماز کے بعد مصافحہ کرتے ہیں۔ تو یہ سنت سے کتنا بعید ہے“۔ ملا علی قاری کا مذکورہ اعتراض اس طور پر دفع ہوتا ہے بلکہ سرے سے وارد نہیں ہوتا کہ مصنف نے یہ نہیں فرمایا کہ اس صورت میں مصافحہ سنت ہے بلکہ وہ



تو صراحت کر رہے ہیں کہ یہ اس مخصوص صورت میں بدعت ہے، مصنف کی اس صراحت کے بعد ملا علی قاری کے مذکورہ اعتراض کی کوئی قیمت نہیں رہ گئی۔  
مرقات میں ہے:

مع هذا إذا مَدَّ مسلم يده للمصافحة فلا ينبغي  
الاعراض عنه بجذب اليد لما يترتب عليه من اذى  
، فحاصله ان الابتداء بالمصافحة حينئذ على الوجه  
المشروح مكروه لا المجاورة، وان كان قديقال فيه  
نوع معاونة على البدعة ( ۲۰ )

اس کے (نماز کے بعد مصافحہ کے بدعت ہونے کے) باوجود  
اگر کوئی مسلمان (نماز کے بعد) مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھائے  
تو ہاتھ کھینچ کر اس سے اعراض کرنا مناسب نہیں ہے، کیوں کہ  
اس سے اس کو تکلیف پہونچے گی، خلاصہ یہ ہوا کہ ایسی حالت  
میں (جس کی ابھی تشریح کی گئی) مصافحہ میں پہل کرنا مکروہ ہے  
مجاہرہ نہیں ہے، اگرچہ اس صورت میں کہا گیا ہے کہ اس میں  
یک گونہ بدعت کی اعانت ہے۔

علامہ محمد آفندی برکلی کی شرح الاربعین کے تکرار میں فرماتے ہیں:

لابأس بالمصافحة للمسلم بل هي سنة قديمة  
متواترة قال عليه الصلوة والسلام من صافح اخاه

(۲۰) مرقاة المفاتیح: ملا علی قاری: ج ۱۸ ص ۴۹۴۔ فیصل: پبلیکیشنز دیوبند

مصنف نے مرقاة کی جو عبارت نقل فرمائی ہے اس میں الفاظ کی معمولی تقدیم و تاخیر ہے، ہم نے  
اصل کتاب سے عبارت بعینہ درج کر دی ہے۔

المسلم وحرك يده تناثرت ذنوبه وهى الصاق  
صفحة الكف بالكف واقبال الوجه بالوجه فاخذ  
الاصابع ليس بمصافحة خلافا للروافض والسنة  
ان تكون بكلتا يديه وبغير حائل من ثوب  
وعند اللقاء بعد السلام وان ياخذ الا بهام فان فيه  
عرفا ينبت المحبة كذا جاء فى الحديث ذكره  
القهستاني وغيره (۲۱)

مسلمان سے مصافحہ کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ سنت قدیمہ  
ہے جو حضور علیہ السلام سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے اس لئے کہ  
حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جس نے اپنے مسلمان بھائی  
سے مصافحہ کیا اور اپنے ہاتھ کو ہلایا تو اس کے گناہ جھڑتے ہیں  
مصافحہ یہ ہے کہ روبرو ہو کر ہاتھ کی ہتھیلی کو ہاتھ سے ملایا جائے  
لہذا انگلیوں کا پکڑنا مصافحہ نہیں ہے لیکن رافضی انگلیوں کے  
ملانے کو ہی مصافحہ کہتے مصافحہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ سلام  
کے بعد ملاقات کے شروع میں بغیر کسی کپڑے وغیرہ کے حائل  
کئے ہوئے دونوں ہاتھوں سے کیا جائے اور انگوٹھے کو بھی پکڑا  
جائے کیوں کہ انگوٹھے میں ایک ایسی رگ ہے جس سے محبت

(۲۱) مصنف نے یہ عبارت شرح الاربعین کے حتمہ سے نقل فرمائی ہے، یہ کتاب دستیاب نہ ہو سکی

البتہ علامہ محمد آفندی نے یہی بات مجمع الانہر میں بھی کہی ہے، دیکھئے۔ مجمع الانہر: ج ۲/ ص

۵۴۱۔ کتاب الکراہیۃ: فصل فی بیان احکام النظر و نحوه، دار احیاء التراث العربی:

پھوٹی ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے جس کو قہستانی وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

بدائع الصنائع میں ہے:

لا خلاف فی ان المصافحة حلال بقوله عليه السلام  
تصافحوا تحابوا (۲۲)

اس میں اختلاف نہیں ہے کہ مصافحہ کرنا جائز ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے کہ مصافحہ کرو اس سے تم میں محبت پیدا ہوگی۔

ترمذی شریف میں ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم وتمام تحيتكم  
بينكم المصافحة (۲۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے سلام کی تکمیل مصافحہ ہے۔

جامع صغیر میں ہے:

تصافحوا يذهب الغل عن قلوبكم (۲۴)

مصافحہ کرو یہ تمہارے دلوں سے بغض و کینہ کو ختم کر دے گا۔

نماز کے بعد مصافحہ کرنے کی ابتداء اشاعرہ نے کی، لہذا ابن حجر شافعی کے اس جواب کی کوئی معقول وجہ نہیں ہے کہ جب ان سے نماز کے بعد مصافحہ کے بارے میں

(۲۲) بدائع الصنائع: ج ۵ ص ۱۲۳: کتاب الاستحسان ایجوکیشنل پریس کراچی

(۲۳) ترمذی: ابواب الاستیذان والاداب: باب ماجاء فی المصافاة

(۲۴) الجامع الصغیر: للسيوطی ج ۱ ص ۱۱۳ مصطفی البابی الحلبي (مصر)

پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ بدعت ہے۔

حالت سلام (جو نماز میں ہے) حالت لقاء ہے اس لیے کہ نمازی جب تکبیر تحریمہ کہتا ہے تو وہ لوگوں سے غائب ہو جاتا ہے اور اپنے پروردگار کی جانب متوجہ ہوتا ہے جب وہ اپنے رب کے حق کو ادا کر لیتا ہے (تشہد اور درود پاک پڑھنے کے بعد) تو اس سے کہا جاتا ہے کہ اپنے دنیاوی مصالح کی طرف لوٹ اور اپنی عاجزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایمانی بھائیوں کو سلام کر اور اپنی غیبت سے واپس آ، اسی وجہ سے نمازی اپنے سلام میں قوم کی نیت کرتا ہے جس طرح فرشتوں کی نیت کرتا ہے۔

اور جب نمازی سلام پھیر کر فارغ ہو تو مصافحہ کرنا مستحب یا سلام کی طرح سنت ہے، شیخ الاسلام شمس الدین محمد بن سراج الدین الحانوتی سے جب یہ سوال کیا گیا کہ نماز کے بعد مصافحہ کرنا کیسا ہے تو آپ نے فرمایا:

نص العلماء علی ان المصافحة للمسلم لا للکافر  
مسنونة من غیر ان یقیدھا بوقت دون وقت لقوله  
علیه السلام من صافح اخاه المسلم وحرك یدہ  
تنشرت ذنوبه ونزلت علیهما مائة رحمة تسعة  
وتسعون منها لاسقبهما و واحدة لصاحبه وقال  
ایضا مامن مسلمین يلتقیان فیتصافحان الاغفر لهما  
قبل ان یتفرقا. (۲۵)

علماء دین نے صراحت فرمائی ہے کہ مصافحہ مسلمان کے لیے مسنون ہے نہ کہ کافر کے لئے، اور وہ کسی خاص وقت کے ساتھ مقید نہیں ہے اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس

(۲۵) یہ عبارت مصنف نے ”سعادة اهل الاسلام“ از علامہ شرنبلالی سے نقل فرمائی ہے۔

نے اپنے مسلمان بھائی سے مصافحہ کیا اور اپنے ہاتھوں کو حرکت دی تو ان کے گناہ جھڑ جاتے ہیں اور ان پر سورتیں نازل ہوتی ہیں ننانوے رحمت ان میں مصافحہ کے لئے پہل کرنے والے کے لئے اور ایک رحمت دوسرے کے لئے۔ نیز حضور نے فرمایا کہ جب دو مسلمان ملاقات کے وقت مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے علیحدہ ہونے سے پہلے ان کی بخشش ہو جاتی ہے۔

شیخ الاسلام محمد بن سراج الدین الحانوتی مذکورہ عبارت کے بعد فرماتے ہیں:

الاول يقتضى مشروعية المصافحة مطلقاً اعم من ان تكون عقب الصلوات الخمس او الجمعة او العيدين او غير ذلك لان النى صلى الله عليه وسلم لم يقيدھا بوقت دون وقت والدليل العام عند الحنفية اذالم يقع فيه تخصيص من الادلة الموجبة للحكم قطعاً كالدليل الخاص وقالوا الدليل العام يعارض الخاص لقوته والدليل ها هنا عام لان صيغة مَنْ من صيغ العموم (۲۶)

پہلی حدیث مطلقاً مصافحہ کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہے خواہ وہ پنج وقتہ نماز کے بعد ہو یا جمعہ وعیدین کے بعد یا اس کے علاوہ کسی اور وقت ہو، اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصافحہ کو کسی خاص وقت کے ساتھ مقید نہیں فرمایا اور احناف کے نزدیک

(۲۶) یہ عبارت مصنف نے ”سعادة اهل الاسلام“ از علامہ شرنبلالی سے نقل فرمائی ہے۔

دلیل عام جب کہ اس میں اولہ موجبہ سے تخصیص واقع نہ ہو تو وہ  
 دلیل خاص کی طرح ہوتی ہے اور فقہاء کرام نے فرمایا کہ دلیل  
 عام قوت میں دلیل خاص کے معارض ہوتی ہے اور یہاں (یعنی  
 مصافحہ کی بحث میں) دلیل عام ہے کیوں کہ من کا صیغہ  
 جو حدیث میں وارد ہوا ہے عموم کے صیغوں میں سے ہے۔  
 علامہ مقدسی فرماتے ہیں:

من صافح مسلماً وقال عند المصافحة اللهم صلي  
 على محمد وعلى آل محمد لم يبق من ذنوبه شئ  
 فصيغته ايضاً من صيغ العموم (۲۷)

جس نے مسلمان سے مصافحہ کیا اور مصافحہ کے وقت اللہم  
 صلی علی محمد وعلی آل محمد پڑھا تو اس کے گناہ  
 مٹ جاتے ہیں کیوں کہ حدیث کا صیغہ من عموم کے صیغوں  
 میں سے ہے۔

اس کو علامہ شرنبلالی نے اپنے رسالہ ”سعادة اهل الاسلام“ میں ذکر کیا ہے۔  
 علامہ امام النابلسی نے الحديقة النديہ میں اخلاق المذمومة کے بیان میں لکھا ہے:

ومن هذا القبيل نهى العوام عن المصافحة  
 بعد صلاة الصبح والعصر فان بعض المتأخرين  
 من الحنفية صرح الكراهية في ذلك ادعاء بأنه  
 بدعة مع انه داخل في عموم سنة المصافحة  
 مطلقاً فلا يبقى الا مجرد التخصيص بالوقتین

(۲۷) یہ عبارت مصنف نے ”سعادة اهل الاسلام“ از علامہ شرنبلالی سے نقل فرمائی ہے۔

فیفتی ابتداء ذلک و صرح النووی فی کتابہ

الاذکار من الشافعیۃ بانہا بدعة مباحة (۲۸)

یہ بھی اسی قبیل سے ہے کہ عوام کو فجر اور عصر کے بعد مصافحہ کرنے سے منع کیا جائے، کیوں کہ بعض متاخرین احناف نے اس کے بدعت ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے، اس مصافحہ کو مکروہ قرار دیا ہے حالاں کہ یہ مصافحہ مطلقاً سنت کے عموم میں داخل ہے لہذا صرف دو وقتوں میں مصافحہ کی تخصیص بدعت ہے لیکن امام نووی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب الاذکار میں صراحت فرمائی کہ (فجر و عصر کے بعد کا مصافحہ) بدعت مباحہ ہے (یعنی فجر و عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا جائز ہے)

سنت مصافحہ پر بعض شبہات اور ان کا ازالہ

اس سلسلہ میں بعض شبہات پیدا کئے جاتے ہیں ہم ان شبہات کا جائزہ لیتے ہوئے ان کا ازالہ کریں گے۔

پہلا شبہ: بعض فقہاء نے کہا کہ نماز کے بعد مصافحہ کرنا یہ رافضیوں کی عادت ہے اس لیے مکروہ و ممنوع ہے۔

جواب: شاید نماز کے بعد مصافحہ کسی زمانے میں بعض مقامات پر رافضیوں کی عادت ہوگی لیکن اب یہ ختم ہوگئی، اب عام بلاد اسلامیہ میں یہ مصافحہ ان کی عادت نہیں ہے اور اگر تسلیم کر لیا جائے کہ نماز کے بعد مصافحہ رافضیوں کی عادت ہے تو یہ ان کا کوئی مخصوص مذہبی شعار نہیں ہے جس کی مخالفت ضروری ہو اور یہ ان کا خاص شعار ہو بھی کیسے سکتا ہے جب کہ نماز کے بعد مصافحہ کرنا مشرق و مغرب میں اہل سنت و جماعت



کے علماء و مشائخ کرام کی عادت شریفہ رہی ہے۔

اور کتنے ہی ایسے احکام ہیں جو زمان و مکان کے بدلنے سے تبدیل ہو جاتے ہیں۔ یہاں پر اجمالاً ان دو عام مغالطوں پر تنبیہ ضروری ہے جو ان گمراہ لوگوں کی جانب سے کئے جاتے ہیں جو بعض احادیث کے ظاہری الفاظ کو دیکھ کر بغیر ان کی مراد سمجھے، مسلمانوں کی تکفیر کرتے ہیں اور جاہل لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

پہلا مغالطہ:- مصافحہ نماز کے بعد بالاتفاق بدعت ہے اور بدعت ایمان میں خلل ڈالتی ہے اور اسلام کو زائل کرتی ہے۔

دوسرا مغالطہ:- نماز کے بعد مصافحہ حرام ہے کیوں کہ یہ رافضیوں کا فعل ہے اور روافض کی مشابہت گمراہی اور گناہ کبیرہ ہے اور اگر اسے حلال سمجھ کر کرے تو یہ کفر کو تسلیم ہے۔

پہلے مغالطے کا جواب:- از روئے شرع بدعت کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو اس معنی کے اعتبار سے بدعت کی کئی قسمیں ہیں جیسا کہ ائمہ کرام نے اس کو بیان کیا ہے، بدعت کے اقسام کی تفصیل تنویر الحوالک شرح الموطا امام مالک، تہذیب الاسماء، مرقات وغیرہ کتب اسلاف میں موجود ہے (۲۹)

(۲۹) امام نووی فرماتے ہیں

البدعة كل شئ عمل على غير مثال سبق وفي الشرع احداث ما لم يكن في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم

اغوی اعتبار سے ہر اس شئی کو بدعت کہتے ہیں کہ زمانہ سابق میں اس کی مثال نہیں پائی جاتی ہو اور شرع میں ہر وہ چیز بدعت ہے جو عہد رسالت میں نہیں ہو۔

مرقات المفاتیح: علامہ علی قاری: کتاب الایمان: باب الاعتصام بالکتاب والسنة ج ۱/

ص ۳۳۷- فیصل پبل کیشنز، دیوبند



نماز کے بعد کا مصافحہ اس معنی میں (یعنی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے) بدعت ہے لیکن بدعت مباح اور علماء دین کے نزدیک مستحسن ہے، جیسا کہ آپ نے گذشتہ صفحات میں جانا کبھی بدعت کا اطلاق اس معنی پر ہوتا ہے جو سنت کے مخالف و معارض ہو اور سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بدلتا ہو اور اسی معنی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من ابتدع بدعة ضلالة لا يرضاها الله ورسوله كان عليه من الاثم مثل اثم من عمل بها.

جس نے کسی گمراہ بدعت کو ایجاد کیا جس سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی نہیں ہیں تو اس شخص پر اس بدعت کا گناہ ہے اور اس بدعت پر عمل کرنے والوں کا گناہ بھی ہے۔

من احدث في امرنا هذا ليس منه فهو رد (۳۰)

(۳۰) الف: الجامع الصغير: ج ۲/ص ۱۳۶ مصطفیٰ البابي الحلبی، مصر

ب: ابو داؤد: ج ۲/ص ۳۹۲ باب فی لزوم السنة بدار الفكر بیروت

ج: مشکوٰۃ ج ۱/ص ۲۷ باب الاعتصام بالكتاب والسنة: المطابع دہلی ۱۳۱۵ھ

علامہ علی قاری مرقات میں اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں۔

قال القاضي المعنى من احدث في الاسلام رأيا لم يكن له من الكتاب او السنة سند ظاهر او خفي ملفوظ او مستنبط فهو مردود عليه.

”قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے فرمایا معنی یہ ہیں کہ جس نے اسلام میں کوئی ایسی رائے ایجاد کی جس کی کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ظاہری یا خفی دلیل نہ ہو خواہ وہ دلیل ملفوظ ہو یا مستنبط تو ایسی رائے اس پر رد کر دی جائے گی۔“

مرقات المفاتیح: ملا علی قاری: کتاب الایمان: باب الاعتصام بالكتاب والسنة

جس نے ہمارے دین میں کسی نئی چیز کو ایجاد کیا جو دین سے نہیں  
ہے تو وہ مردود ہے۔

نیز حضور نے فرمایا:

کل بدعة ضلالة (۳۱)

ہر بدعت گمراہی ہے

مذکورہ بالا احادیث میں بدعت سے مراد بدعت سیئہ ہے اور نماز کے بعد کا  
مصافحہ اس معنی میں بدعت نہیں ہے (یعنی بدعت سیئہ نہیں ہے) بلکہ بدعت حسنہ ہے  
لہذا معترض کو یہ معنی سمجھنا چاہیے اور جنگ وجدال سے دور رہنا چاہیے نیز کفر و ضلالت

(۳۱) الف: ابو داؤد: باب فی لزوم السنة

ب: ابن ماجہ: باب اجتناب البدع والجدل

ج: مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنة

علامہ علی قاری فرماتے ہیں:

قال فی الازہار ای کل بدعة سیئة ضلالة لقوله علیه السلام من سن فی الاسلام  
سنة حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها و جمع ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما  
القرآن و کتبہ زید فی المصحف و جدد فی عهد عثمان رضی اللہ عنہم.

مرقات المفاتیح: علامہ علی قاری: کتاب الایمان: باب اعتصام بالکتاب والسنة.

ازہار میں کہا ہے کہ ہر بدعت سیئہ گمراہی ہے اس لئے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے  
جس نے اسلام میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا تو ایسے شخص کو اس طریقہ اور اس پر عمل کرنے والوں  
کے مثل اجر ملے گا، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم نے قرآن کو جمع کیا اور حضرت  
زید بن ثابت نے اس کو مصحف میں لکھا اور عہد عثمان میں اس کی تجدید ہوئی (یہ سب امور بدعت  
ہیں لیکن بدعت سیئہ نہیں بلکہ حسنہ ہیں)

کی نسبت ائمہ کرام کی جانب نہیں کرنا چاہیے۔

دوسرے مغالطے کا جواب:- اولاً اس مغالطہ کا جواب یہ ہے کہ گمراہ فرقوں کے ساتھ مشابہت و تشبیہ سے مراد ان کے مخصوص طریقے اور ان کے خاص شعار میں مشابہت ہے اگر مطلق مشابہت مراد لی جائے تو کافروں کی عادات و اطوار میں صرف مطلق مشابہت حرمت کو مستلزم نہیں ہے اور تشبیہ و مشابہت سے مطلق تشبیہ کس طرح مراد ہو سکتا ہے ورنہ گناہ گار مسلمانوں کی عادات کے ساتھ مشابہت سے بھی حرمت لازم آئے گی۔

ثانیاً اس کا جواب یہ ہے کہ روافض وغیرہ گمراہ فرقوں کے مخصوص شعار و طریقہ میں مشابہت اگرچہ مذموم و بری ہے لیکن یہ بھی علی الاطلاق حرمت کو مستلزم نہیں ہے لہذا اس پر کفر و گمراہی کا حکم لگانا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔

اسی طرح کی صراحت درمختار، فقہ اکبر وغیرہ کتب فقہاء میں موجود ہے (۳۲) اگر آپ کو ان مسائل میں مکمل تحقیق درکار ہو تو مرشدی سیدی امام محققین،

(۳۲) علامہ علی قاری شرح الفقہ الاکبر میں لکھتے ہیں۔

فانا ممنوعون من التشبيه بالكفر واهل البدعة المنكرة في شعارهم لamenهون  
عن كل بدعة ولو كانت مباحة سواء كانت من افعال اهل السنة او من افعال  
الكفرة واهل البدعة فالمدار على الشعار.

شرح الفقہ الاکبر: باب لا یحرم کل التشبیہ ص ۲۲۵ المطبع الحنفی ۱۴۶۹ھ

ترجمہ: کافروں اور اہل بدعت کے فرقوں کے ساتھ ہمیں ان کے مذہبی شعار میں مشابہت سے منع کیا گیا ہے، ہر بدعت سے نہیں روکا گیا ہے۔ اگرچہ وہ بدعت مباح ہو تو خواہ وہ اہل سنت کے افعال میں سے ہو یا اہل کفر و اہل بدعت کے افعال میں سے ہو لہذا مشابہت کے ممنوع ہونے کا مدار مذہبی شعار پر ہے۔

علامہ ومولانا شاہ معین الحق فضل رسول رضی اللہ عنہ کی جمیع تصنیفات اور بالخصوص البوارق المحمدیہ کا مطالعہ کیجئے۔ ان میں آپ کو ہدایت و ارشاد کا نور ملے گا اور گمراہی و فساد کی شافی دوا ملے گی۔

عصر حاضر میں دواعترض اور کئے جاتے ہیں موقع اور مقام کی مناسبت سے میں ان کا جواب دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔

### پہلا اعتراض:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ملاقات کی ابتداء میں سلام تحیت صرف ایک مرتبہ کرنا جائز ہے لہذا ملاقات ہونے کے بعد احباب سے جدا ہوتے وقت سلام کرنا جیسا کہ معمول ہے سنت کے مخالف ہے اور حرمت میں داخل ہے۔

### دوسرا اعتراض:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں داخل ہو تو اسے نماز ادا کرنے سے پہلے مسلمانوں کو سلام کرنا اور ان سے مصافحہ کرنا ضروری ہے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا اور اس نے نماز ادا کرنے کے بعد سلام کیا تو یہ حرام ہے اس سلام کا جواب دینا جائز نہیں۔

جو شخص دین میں تھوڑا سا بھی درک رکھتا ہوگا تو اس پر یہ بات آشکارہ ہو چکی ہوگی کہ یہ دوسرا والا اعتراض جہالت اور اصول دین سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔

### پہلے اعتراض کا جواب:

سلام تحیت مصافحہ تحیت کے مثل ہے اگرچہ سلام تحیت بالاتفاق ملاقات کے شروع میں کلام سے پہلے مشروع ہے لیکن مطلق سلام کا جواز صرف سلام تحیت میں منحصر نہیں ہے اختلاف فقط اس میں ہے کہ جدا ہوتے وقت دوبارہ سلام کرنا سنت ہے یا مستحب مگر سنت ہونا رائج ہے۔

امام نووی اذکار میں فرماتے ہیں:

اذا كان جالساً مع القوم ثم قام ليفارقهم فالسنة ان  
يسلم عليهم فقد روينا في سنن ابي داود والترمذي  
وغيرهما بالاسانيد الجيدة عن ابي هريرة رضي الله  
عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
اذا انتهى احدكم الى المجلس فليسلم فاذا اراد ان  
يقوم فليسلم فليست الاولى باحق من الاخرة (۳۳)  
جب کوئی قوم کے ساتھ بیٹھا ہو پھر جدا ہونے کے لئے  
کھڑا ہو تو سنت طریقہ یہ ہے کہ قوم کو سلام کرے، ابو داؤد  
اور ترمذی وغیرہ نے جید اسانید کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ سے  
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم  
میں سے کوئی کسی مجلس کی طرف پہنچے تو سلام کرے اور جب  
جانے کا ارادہ کرے تو بھی سلام کرے پہلا سلام (سلام تحیت)  
دوسرے سلام (سلام رخصت) سے زیادہ احق نہیں ہے۔

امام نووی آگے فرماتے ہیں:

قلت ظاهر هذا الحديث انه يجب على الجماعة  
رد السلام على هذا الذي سلم عليهم وفارقهم وقال  
الامامان القاضي حسين وصاحبه ابو سعيد المتولي  
جرت عادة بعض الناس بالسلام عند مفارقة القوم

وذلك دعاء يستحب ولكن لا يجب لان التحية انما  
تكون عند اللقاء لا عند الانصراف هذا كلام مهمما وقد  
انكر الامام ابوبكر الشاشي وقال هذا فاسد لان السلام  
سنة عند الانصراف كما هو سنة عند الجلوس  
وهذا الذي قاله الشاشي هو الصواب (۳۴)

(امام نووی کہتے ہیں) میں یہ کہتا ہوں کہ اس حدیث (حدیث  
مذکور) کا ظاہر اس پر دلالت کرتا ہے کہ جماعت کو اس شخص کے  
سلام کا جواب دینا واجب ہے جس نے جدا ہوتے وقت سلام کیا  
اور امام قاضی حسین اور ان کے ساتھی امام ابوسعید متولی کہتے ہیں  
کہ ”بعض لوگوں کی یہ عادت ہے کہ وہ قوم سے جدا ہوتے وقت  
سلام کرتے ہیں اور اس کے مستحب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں  
لیکن اس سلام کا جواب دینا ضروری نہیں اس لئے کہ سلام تحیت  
صرف ملاقات کے وقت ہے نہ کہ جدا ہوتے وقت“ یہ قاضی  
حسین اور ابوسعید کا کلام ہے مگر امام ابوبکر شاشی ان دونوں کی  
رائے کو رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ (قاضی حسین اور امام  
ابوسعید کا) کلام فاسد ہے اس لئے کہ لوٹتے وقت سلام کرنا سنت  
ہے جس طرح (قوم میں) بیٹھتے وقت (یعنی داخل ہوتے  
وقت) سنت ہے۔ (امام نووی نے فرمایا) جو بات امام  
ابوبکر شاشی نے فرمائی وہ درست ہے

دوسرے اعتراض کا جواب:

صحیحین میں اس شخص کے بارے میں حدیث نقل کی گئی ہے جو جلدی جلدی نماز ادا کر رہا تھا کہ وہ شخص مسجد میں آیا پھر اس نے نماز پڑھی اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا ارجع فصل فانک لم تصل (۳۵) یعنی لوٹ جا اور نماز پڑھ تو نے نماز نہیں پڑھی وہ شخص واپس گیا

(۳۵) بخاری میں پوری حدیث درج ذیل ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل المسجد فدخل رجل فصلى ثم جاء فسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرد علیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ارجع فصل فانک لم تصل فصلى ثم جاء فسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ارجع فصل فانک لم تصل ثلثا فقال والذی بعثک بالحق ما احسن غیرہ فعلمنی فقال اذا قمت الی الصلوۃ فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن ثم اركع حتى تطمئن راكعاً ثم ارفع حتى تعتدل قائماً ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً ثم ارفع حتى تطمئن جالساً ثم اسجد حتى تطمئن ساجداً ثم افعل ذلک فی صلاتک کلها۔

بخاری: کتاب الاذان: باب امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی لا یتم رکوعہ بالاعادة۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے آپ کے بعد ایک اور شخص آیا اور نماز پڑھنے کے بعد حاضر ہو کر حضور کو سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا لوٹ جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی وہ نماز پڑھ کر پھر آیا اور حضور کو سلام کیا آپ نے جواب دیا اور فرمایا لوٹ جاؤ نماز پڑھو تم نے نماز نہیں پڑھی، یہ بات تین مرتبہ فرمائی اس شخص نے عرض کیا، اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حقانیت کے ساتھ مبعوث فرمایا میں اس سے بہتر نماز نہیں پڑھ سکتا، آپ مجھے سکھا دیجئے، آپ نے فرمایا جب تم نماز کو کھڑے ہو تو تکبیر کہہ کر جتنا قرآن پڑھ سکو پڑھو اس کے بعد رکوع کرو جب نہایت اطمینان کے ساتھ کر چکو تو اطمینان سے اٹھو حتیٰ کہ اعتدال کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ پھر سکون و اطمینان سے سجدہ کرو پھر اطمینان کے ساتھ بیٹھو پھر سکون کے ساتھ سجدہ کرو پوری نماز میں اسی طرح کرو۔



نماز پڑھ کر اس نے سلام کیا حضور نے جواب عطا فرمایا پھر آپ نے اس سے وہی جملے ارشاد فرمائے یہاں تک کہ یہ فعل اس شخص نے تین مرتبہ کیا۔

تو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے بعد سلام کرنا جائز ہے۔ اگر نماز کے بعد سلام کرنا ممنوع ہوتا تو حضور نبی کریم یہ مسئلہ بھی اس شخص کو تعلیم فرمادیتے جس طرح آپ نے تعدیل ارکان کا مسئلہ اسے سکھایا۔

مسجد میں آنے والے کو اختیار ہے اگر وہ چاہے تو پہلے نماز پڑھے پھر سلام و کلام کرے اور اگر چاہے پہلے سلام کرے پھر نماز پڑھے لیکن جو لوگ نماز یا اوراد و وظائف یا تلاوت قرآن میں مشغول ہوں ان کو سلام نہ کرے بلکہ انہیں عبادتوں سے فارغ ہونے کے بعد سلام کرے۔

### مصافحہ کی کیفیت:

عصر حاضر میں مصافحہ کی کیفیت میں بہت شدت اختیار کی گئی یہاں تک کہ اس سلسلہ میں جانبین سے بہت رسالے بھی تالیف کئے گئے بعض لوگوں نے کہا مصافحہ مسنونہ کے لیے کوئی مخصوص کیفیت نہیں انہوں نے یہ تک کہہ دیا کہ مصافحہ کی سنت صرف دونوں ہاتھوں کے پکڑنے یا ایک ہاتھ بلکہ صرف انگلیوں کے پکڑنے سے بھی ادا ہو جائے گی جیسا کہ موجودہ دور میں عوام کی عادت ہے اور وہ کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کا قول کسی سے منقول نہیں ہے۔

بعض لوگوں نے کہا کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا یا دونوں ہاتھوں سے بغیر ہتھیلیوں کے ملائے مصافحہ کرنا ترک سنت اور حرام ہے۔

ذی علم اور اہل انصاف حضرات پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ جانبین میں سے ہر ایک افراط و تفریط کا شکار ہوا ہے اور انہوں نے حق و اعتدال سے خروج کر کے افراط و تفریط کی وادی میں قدم رکھا ہے ہمارے محقق فقہاء کرام کی تحقیق یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی



ہتھیلی کو دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی سے ملانے کو مصافحہ کہتے ہیں لہذا صرف انگلیوں کے ملانے سے مصافحہ ادا نہیں ہوگا۔ فقہائے کرام کے نزدیک مصافحہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ وہ دونوں ہاتھوں سے ہو یہی صراحت کتب فقہیہ، درمختار، قنیه، شرح الملتقی وغیرہ میں موجود ہے (۳۶)

### ایک اعتراض:

اس زمانے میں کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ لغوی اعتبار سے مصافحہ کا معنی ہے ”ایک ہتھیلی کا دوسری ہتھیلی سے ملنا“ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ معنی دونوں ہتھیلیوں کے دونوں ہتھیلیوں سے ملنے کے منافی ہے، اور احادیث و آثار میں ”مصافحہ بالید“ (ایک ہاتھ سے مصافحہ) وارد ہے، جو لغوی معنی کے منافی نہیں ہے، اب دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا سنت پر زیادتی ہوگا جو حرام ہے۔

جواب:- دراصل یہ طفلانہ اعتراض فقہاء کے استدلالات، احادیث مبارکہ اور علماء کے محاورات سے ناواقفیت کی بنیاد پر مبنی ہے۔

اس طفلانہ اعتراض کی تفصیل تو دوسرے مقام پر ہے یہاں عوام کی رہنمائی کے

(۳۶) مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابرار میں ہے

السنة فی المصافحة بکلتا یدیه

دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا سنت ہے:

مجمع الانہر: ج ۲ / ص ۵۴ فصل فی بیان احکام النظر، دار احیاء التراث العربی:

بیروت

در مختار میں ہے:

السنة فی المصافحة بکلتا یدیه

در مختار: علام علاء الدین الحسینی: کتاب الحظر و الاباحۃ: باب الاستبراء

لیے چند مثالوں پر اکتفا کریں گے۔

فقہاء کرام نے فرمایا:

سنة الطهارة غسل اليدين قبل ادخالها الاناء  
اذا استيقظ المتوضي من نومه لقوله عليه السلام  
اذا استيقظ احدكم من منامه فلا يغمس يده في الاناء  
حتى يغسلها ثلاثا فانه لا يدري اين باتت يده ولان  
اليده آلة التطهير فتسن البداية بتنظيفها (۳۷)

طہارت (پاکی) کی سنت یہ ہے کہ جب متوضی (وضو کرنے والا) اپنی نیند سے بیدار ہو تو ہاتھ کو برتن میں ڈالنے سے پہلے دھوئے اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو تو اپنے ہاتھ تین مرتبہ دھونے سے پہلے برتن میں نہ ڈالے کیوں کہ وہ نہیں جانتا ہے کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری ہے، (اور اس لئے بھی ہاتھ دھونا ضروری ہے) کہ ہاتھ آکھ طہارت ہے لہذا ابتداء میں ہاتھوں کو پاک صاف کرنا سنت ہے۔

حدیث مذکور میں حضور علیہ السلام نے صرف لفظ ید (ایک ہاتھ) فرمایا ہے تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ دوسرے ہاتھ کو دھونے سے پہلے برتن میں ڈال سکتے ہیں؟ یہ مطلب ہرگز نہیں ہے بلکہ ید بول کر یدین (دونوں ہاتھ) مراد لئے جائیں گے۔ اسی طرح فقہاء کرام نے فرمایا ہے:

المسح هو اصابة اليد المبتلة العضو (۳۸)

ترہا تھ کا عضو تک پہنچانا مسح کہلاتا ہے

مسح کی یہ تعریف کرنے کے باوجود فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں سے مسح کرنا مسنون ہے۔

الزامی جواب: صاحب مجالس الابرار جو مخالفین کے نزدیک بھی ائمہ کبار میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ”دونوں ہاتھوں اور ہتھیلیوں کے ساتھ مصافحہ کرنا سنت ہے“ لہذا ان کا یہ قول اہل حق کے نزدیک مخالفین پر حجت ہے۔

فقہاء احناف نے مصافحہ کی کیفیت میں ایک ہاتھ کے ذریعہ یا دونوں سے بغیر ہتھیلیوں کے ملائے ہوئے مصافحہ کرنے کا جو موقف اختیار کیا ہے تو یہ موقف انہوں نے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے استنباط کر کے اختیار کیا ہے اگرچہ یہ موقف محقق فقہاء احناف کے نزدیک مصافحہ تحت کے سلسلہ میں سنت نہیں ہے لیکن بلاشبہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا بھی مباح ہے۔

امام بخاری نے صحیح بخاری میں باب المصافحہ کے بعد باب الاخذ بالیدین (دونوں ہاتھوں سے مصافحہ) کا ذکر کیا ہے (۳۹)  
اس باب کی تشریح میں محقق شارحین نے فرمایا۔

لما كان الاخذ باليد يجوز ان يقع من غير مصافحة

افردة بهذا الباب (۴۰)

ممکن تھا کہ بغیر مصافحہ کے بھی ہاتھ پکڑنا ہو لہذا اس باب (باب

(۳۸) شرح وقایہ ج ۱/ ص ۵۵ کتاب الطہارۃ مطبع مجیدی کانپور

(۳۹) بخاری: کتاب الاسیذان باب المصافحہ، باب الاخذ بالیدین

(۴۰) حاشیہ بخاری ج ۲/ ص ۹۲۶ تحت باب الاخذ بالیدین

الاخذ بالیدین) کو (باب المصافحہ سے) علاحدہ قائم کیا۔

حضور علیہ السلام اور آپ کے اصحاب سے کبھی کبھی ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا بھی ثابت ہے تو ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کا اطلاق بھی سنت و مستحب پر کرنا جائز ہے، جیسا کہ ذی علم حضرات پر روشن ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اخوت و رحمت اور اسلامی محبت میں اضافہ کی نیت سے دونوں ہاتھوں یا ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا استحباب کے اصول میں داخل ہے اور انشاء اللہ العزیز اس نیک نیتی کے ذریعہ اجر و ثواب حاصل ہوگا مومنوں کے مابین رحمت و شفقت، اور محبت کا اظہار کرنا رحمت الہی کے نزول کا سبب ہے لہذا ہم اپنی اس کتاب کا اختتام حدیث رحمت پر اس امید پر کر رہے ہیں کہ رب العزت دونوں جہاں میں ہم پر رحم فرمائے:

حدیث رحمت:

میں کہتا ہوں کہ مجھ سے حدیث بیان کی

۱۔ میرے شیخ معین الملتہ والدین، علوم عقلیہ اور نقلیہ کے سمندر، فنون اصولیہ اور فرعیہ کے بدرکامل، اپنے زمانے میں محدثین و مفسرین کے سردار، اپنے دور کے فقہاء و متکلمین میں نمایاں مولانا الشیخ فضل رسول قادری حنفی نے

۲۔ ان سے الشیخ الامام عابد مدنی نے

۳۔ ان سے الشیخ صالح الفلانی نے

۴۔ ان سے الشیخ محمد سعید المدنی نے

۵۔ ان سے امام محمد بن محمد بن عبد اللہ المقری نے

۶۔ ان سے الشیخ عبد اللہ بن سالم البصری نے

۷۔ ان سے الشیخ یحییٰ بن محمد الشاوی نے

۸۔ ان سے الشیخ سعید بن ابراہیم الجزائری نے

۹۔ ان سے الشیخ المحقق سعید بن المقرئ المدنی نے

۱۰۔ ان سے الشیخ احمد الوہرانی نے

۱۱۔ ان سے السید ابراہیم نے

۱۲۔ ان سے الشیخ ابوالفتح المراغی نے

۱۳۔ ان سے الشیخ زین الدین بن حسین العراقی نے

۱۴۔ ان سے الشیخ ابوالفتح محمد بن محمد بن ابراہیم البکری نے

۱۵۔ ان سے الشیخ ابوالنجیب عبداللطیف الحرانی نے

۱۶۔ ان سے حافظ امام ابن الجوزی نے

یہ حدیث مجھے ایک اور سند سے پہونچی، مجھ سے حدیث بیان کی میرے شیخ

۱۔ الامام فضل رسول قادری بدایونی نے

۲۔ ان سے ان کے شیخ مولانا الشیخ عبدالجید قادری بدایونی نے

۳۔ ان سے ان کے شیخ ابوالفضل شمس الدین آل احمد مارہروی نے

۴۔ ان سے ان کے شیخ حمزہ مارہروی نے

۵۔ ان سے سید محمد الحسینی نے

۶۔ ان سے السید مبارک فخر الدین الحسینی نے

۷۔ ان سے شیخ ابوالرضا دہلوی نے

۸۔ ان سے ان کے نانا الشیخ عبدالحق محدث دہلوی نے

۹۔ ان سے الشیخ عبدالوہاب المتقی نے

۱۰۔ ان سے الشیخ محمد فلاح الیمینی نے

۱۱۔ ان سے الشیخ وجیہ الدین العلوی نے

- ۱۲۔ ان سے امام شمس الدین السخاوی نے
- ۱۳۔ ان سے الشہاب ابن حجر العسقلانی نے
- ۱۴۔ ان سے الشیخ زکی الدین ابوبکر بن حسین القاضی نے
- ۱۵۔ ان سے ابوالفرج عبدالرحمن بن احمد نے
- ۱۶۔ ان سے محمد بن علی نے
- ۱۷۔ ان سے ابوالنجیب الحرانی نے
- ۱۸۔ ان سے حافظ امام ابن الجوزی نے
- ۱۹۔ ان سے الشیخ اسماعیل بن ابی صالح النیشاپوری نے
- ۲۰۔ ان سے ان کے والد الشیخ ابوصالح المؤذن نے
- ۲۱۔ ان سے الشیخ ابوطاہر نے
- ۲۲۔ ان سے الشیخ ابو حامد نے
- ۲۳۔ ان سے الشیخ عبدالرحمن بن بشر نے
- ۲۴۔ ان سے سفیان بن عیینہ نے
- ۲۵۔ ان سے عمرو بن دینار نے
- ۲۶۔ ان سے ابوقابوس نے
- ۲۷۔ ان سے سیدنا حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الراحمون یرحمہم الرحمن تبارک  
وتعالیٰ، ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی  
السماء.

رحم کرنے والوں پر رحم تبارک وتعالیٰ رحم فرماتا ہے، زمین.

والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والا رحم فرمائے گا۔

یا ارحم الراحمین ! جعلنا من الراحمین المرحومین بجاہ  
سید المرسلین رحمة للعالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ  
وسائر امتہ المرحومۃ وسلم إلى یوم الدین (آمین)

۲۰ / ذی الحجۃ ۱۴۲۸ھ، مطابق ۳۱ / دسمبر ۲۰۰۷ء بروز دوشنبہ، بعد مغرب

ترجمہ سے فارغ ہوا۔ فالحمد لله علی ذلک

## اسید الحق

مدرسہ قادریہ بدایوں شریف



## نحمد الله الذي أطهر دين جديبه الويس على سائر الاديان

نصلي ونسلم على سيدنا محمد المصطفى المختار المودع لكل لسان وعلى آله وصحبه واوليائه امنه وبتبعيههم  
 اما بعد فهذا ما حققه سيدنا مولانا حامى السنة طابع البعثة الامم على اراء الرافضيين مقدم الفضلاء الكرام  
 ذى القوة القدسية لم تصف بالاجابا الرضوية صاحب التصانيف الكثيرة الشهيرة لقبية السلف حجة  
 اسوة المفسرين والمحدثين عمدة الفقهاء والمحكمين الجامع للفوائد المفاخر مقتدى الاصناف والاكابر  
 ملاذ المسلمين معاذ المؤمنين افق الوية الشرعية والشرعية صال عشرى المعرفة والحقيقة مولانا الحاج الحافظ  
 محب الرسول عبد القادر الباقى الشافى القادر على اقامته تعالى ظل حمايته على ومن المسترشدين في  
 تحقيق لمصانفة المسنونة ومائة شعر العام تاليفه

# صحفي تحصيل مسائل المصانفة سناني حقيق مسائل

الهدى الى الحق بتأيد ورثة علوم سيدنا الامين من الاخرين الى يوم الدين آمين آمين  
 قد استتم تصحيحه وتشهيره الجيد الذي لم يسكن من محمد بن الدين بن محمد بن غياثي بجماعة الله عن شيوخه والاولاد

قطيع في المطبع المجتبى الواقع في بلدة الدبلي



# تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف کی نئی مطبوعات

**عقیدہ شفاعت کتاب و سنت کی روشنی میں**

سیف اللہ المسلمول سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی  
تسہیل، تخریج، تحقیق: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

**مناصحة في تحقيق مسائل المصافحة**

تاج الفحول مولانا عبدالقادر قادری بدایونی - ترجمہ، تخریج، تحقیق: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

**طوالع الانوار (تذکرہ فضل رسول)**

مولانا انوار الحق عثمانی بدایونی - تسہیل و ترتیب: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

**تصحیح العقائد (عقائد اہل سنت)**

حضرت مولانا محمد عبدالحامد قادری بدایونی - تخریج و تحقیق: مولانا دلشاد احمد قادری

**البناء المتين في احكام قبور المسلمين**

حضرت مفتی ابراہیم قادری بدایونی - تخریج و تحقیق: مولانا دلشاد احمد قادری

**تذکار محبوب**

مولانا عبدالرحیم قادری بدایونی

**مدینے میں (مجموعہ کلام)**

شیخ طریقت حضرت عبدالحمید محمد سالم القادری زینب سجادہ آستانہ قادریہ، بدایوں شریف

**مولانا فیض احمد بدایونی**

پروفیسر محمد ایوب قادری - تقدیم و ترتیب: مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

**قرآن کریم کی سائنسی تفسیر ایک تنقیدی مطالعہ**

مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

**اسلام، جہاد اور دہشت گردی**

(اردو، ہندی، انگلش) مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

**مولانا فیض احمد بدایونی اور جنگ آزادی ۱۸۵۷ء (ہندی)**

تنویر احمد قادری بدایونی